نماز میں رفع یدین کے جائز نہ ہونے کی لاجواب تحقیق
قرۃ العینین بتحقیق رفع الیدین
مؤلف
فاضل جلیل مولانا مولوی محمد مشتاق احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ
تنظیم نوجوانانِ اہلسنت
جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھاٹی گیٹ لاہور پاکستان

نماز میں رفع یدین کے جائز نہ ہونے کی لاجواب تحقیق

قرۃ العینین

بتحقیق

رفع الیدین

مؤلف

فاضل جلیل مولانا مولوی محمد مشتاق احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

تنظیم نوجوانانِ اہلسنت

جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھاٹی گیٹ لاہور پاکستان

سلسلۂ اشاعت نمبر (۱۸)

بیاد : امام الائمہ، سراج الامہ، کاشف الغمہ، سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ و اعلیحضرت، امام اہلسنت، مولانا الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

زیر نگرانی -------- حافظ محمد شاھد اقبال

نام کتاب -------- قرۃ العینین بتحقیق رفع الیدین

مصنف -------- مولانا مشتاق احمد چشتی رحمہ اللہ

سن طباعت -------- ذوالقعدہ ۱۴۱۶ھ

اپریل ۱۹۹۶ء

کمپوزنگ -------- المدد کمپوزرز، راج گڑھ روڈ، لاہور

تعداد -------- ہزار (۱۰۰۰)

صفحات -------- ۵۶

نوٹ: شائقین مطالعہ ۶ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب کر سکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ: تنظیم نوجوانان اہلسنت

جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بازار حکیماں، بھاٹی گیٹ، لاہور، پاکستان

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ ھَدَانَا طُرُقَ الْاِسْلَامِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَلَغَ اِلَیْنَا جَمِیْعَ الْاَحْکَامِ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَالصِّیَامِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہِ الْبَرَرَۃِ الْکِرَامِ- اما بعد احقر العباد اذل الافراد الرجی رحمہ ربہ الصمد

عاصی محمد مشتاق احمد' برادران اسلام سے عرض کرتا ہے کہ احقر کے ایک سچے دوست نے متعدد مرتبہ بطور طنزیہ امر پیش کیا کہ علماء حنفیہ کے پاس رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی کوئی حدیث صحیح یا حسن موجود نہیں' سب تارکین سنت ہیں' اگر ہے تو پیش کرنا لازم ہے' چونکہ یہ سوء ظنی ترک سنت صرف حنفیوں ہی کی نسبت نہیں ہوتی تھی جو فرقۂ ناجیہ اہل السنت والجماعت میں یقیناً نصف سے زیادہ اور دو ثلث کے قریب ہیں' بلکہ موافق اشہر روایت تمام مالکی بھی اس بدظنی کے مورد بنتے تھے۔ لہٰذا برائے دفع اتہام عن اکثر امتہ سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ الف الف صلوۃ وسلام- جو احادیث صحاح ستہ وغیرہا سے رفع یدین نہ کرنے میں احقر کو معلوم ہیں' اس مختصر رسالہ میں جمع کرتا ہے۔

فَاَقُوْلُ وَبِہٖ اَسْتَعِیْنُ ابوداؤد میں ہے:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ نَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَاصِمٍ یَعْنِیْ ابْنَ کُلَیْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَۃَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ

صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا مَرَّۃً -(ابوداؤد ص ۱۱۰ مطبع محمدی)

ترجمہ: "علقمہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: کیا نہ پڑھاؤں میں تم کو نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کہا علقمہ نے، پھر عبداللہ بن مسعود نے نماز پڑھی۔ پس نہ اٹھائے دونوں ہاتھ مگر ایک دفعہ"۔

توثیق اسناد

پہلے راوی حدیث ہذا عثمان بن ابی شیبہ کی نسبت تقریب التہذیب کے صفحہ ۱۷۶ میں لکھا ہے ثِقَۃٌ، حَافِظٌ، شَہِیْرٌ اور منجملہ راویان صحیحین اور نسائی اور ابن ماجہ کے ہیں۔

دوسرے راوی وکیع کی نسبت لکھا ہے ثِقَۃٌ، حَافِظٌ مِّنْ کِبَارِ التَّاسِعَۃِ، تقریب صفحہ ۲۷۱، اور یہ ہر شش کتب صحاح کے راویان مقبولین سے ہیں۔

تیسرے راوی سفیان کی نسبت تقریب کے صفحہ ۹۶ میں لکھا ہے ثِقَۃٌ حَافِظٌ، فَقِیْہٌ، عَابِدٌ، اِمَامٌ حُجَّۃٌ، مِّنْ رُؤُسِ الطَّبَقَۃِ السَّابِعَۃِ ولس اور یہ بھی مقبولین رواۃ صحاح ستہ میں سے ہیں۔

چوتھے راوی عاصم بن کلیب کی نسبت تقریب کے صفحہ ۱۴۹ میں لکھا ہے، ثِقَۃٌ مِّنَ الثَّالِثَۃِ اور یہ مقبولین رواہ صحاح ستہ میں سے ہیں۔

چھٹے راوی علقمہ کی نسبت صفحہ ۱۸۲ میں ہے ثِقَۃٌ ثَبْتٌ فَقِیْہٌ عَابِدٌ مِّنَ الثَّانِیَۃِ اور روایت ان کے صحیحین اور سنن اربعہ میں موجود ہے۔

جب یہ ثابت ہوا کہ اس حدیث ابی داؤد کے چھ راوی (جو واسطہ ہیں مابین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسی معتبر اور ثقہ ہیں کہ روایت کیا ان کے واسطہ سے امام بخاری، امام مسلم نے اور دیگر صحاح والوں نے، لہٰذا یہ حدیث صحت میں برابر ہوئی دیگر احادیث صحیحین کے، اور ایسے صحیح الاسناد حدیث کا ضعیف کہنا باطل ہوا اور جب عاصم سے تعلیقاً، امام

بخاری نے روایت کو لیا' تو لامحالہ وہ رجال مقبولۂ بخاری میں معدود ہو گئے۔

اور فی الجملہ! تائید ہو گئی اسناد مذکور کی دوسرے طریقہ اسناد سے جو اس کے بعد دوسری سطر میں ابوداؤد نے بیان کی ہے۔ فی الجملہ کا لفظ اس واسطے کہا کہ یہ اسناد صرف سفیان تک ہے' مگر تائید سے خالی نہیں۔ وہ یہ ہے:

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نا مُعَاوِيَةُ وَ خَالِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَ أَبُو حُذَيْفَةَ قَالُوا انا سُفْيَانُ بِإِسْنَادِهِ بِهٰذَا قَالَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ مَرَّةً وَاحِدَةً (ابوداؤد)

اور اسی اسناد کے ساتھ روایت "ترمذی شریف" میں موجود ہے' اس کے الفاظ یہ ہیں:

ثنا هَنَّادٌ نا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ ("ترمذی شریف" صفحہ ۳۵' مطبع مجتبائی)

اس حدیث کی اسناد میں ہناد راوی زیادہ ہے۔ باقی روات وہی ہیں جن کی توثیق گزر چکی۔ ہناد کی نسبت "تقریب" کے صفحہ ۲۶۷ میں (ثِقَةٌ مِنَ الْعَاشِرَةِ) لکھا ہے اور یہ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راویوں میں سے ہیں۔ لہٰذا یہ اسناد موافق شرط مسلم کے صحیح ہوئی۔

اور اسی اسناد سے روایت کیا' اس کو نسائی میں' لفظ اس کے یہ ہیں:

نا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ الْمَرْوَزِيُّ نا وَكِيعٌ نا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى وَ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً ("نسائی" صفحہ ۱۷۲' مطبع نظامی)

اس حدیث نسائی کے اسناد میں محمود بن غیلان مروزی زیادہ ہیں۔ باقی رجال اسناد وہی ہیں جو صحیحین کے رجال ہیں اور محمود بن غیلان سے سوائے ابوداؤد کے باقی پانچوں کتب صحاح میں روایت لی گئی۔ لہٰذا حدیث نسائی موافق شرط صحیحین صحیح الاسناد ہوئی۔ اور محمود بن

غیلان کی نسبت "تقریب" کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھا ہے: ثِقَةٌ مِّنَ الْعَاشِرَةِ اور مسند امام اعظم میں اس طرح روایت کیا ہے:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَ الْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَ لَا يَعُوْدُ بِشَيْئٍ مِّنْ ذَالِكَ ("مسند امام اعظم" صفحہ ۲۰)

اس حدیث کے رواۃ میں ابراہیم علقمہ سے اور اسود سے صحیحین اور سنن اربعہ میں روایت کی گئی ہے، مگر حماد بن سلیمان کی روایت "بخاری" میں نہیں، "مسلم شریف" میں موجود ہے۔ لہٰذا یہ سند موافق شرط مسلم، صحیح ہوئی۔ حماد بن ابی سلیمان کی نسبت "تقریب" کے صفحہ ۶۴ میں ہے:

فَقِيْهٌ، صَدُوْقٌ لَهٗ اَوْهَامٌ رُمِيَ بِالْاِرْجَاءِ

اور ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے:

ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ اَلَا اُرِيْكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا مَرَّةً (رسالہ "کشف الرین عن مسئلہ رفع یدین" ص ۵)

اس سند کے تمام راوی صحیحین کے رواۃ میں سے ہیں۔ لہٰذا یہ اسناد موافق صحیحین صحیح ہوئی۔

غرض اس حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کتب احادیث میں ایسی اسانید سے روایت کیا ہے جن کے تمام راوی تین کتب یعنی "نسائی" و "ابوداؤد" و ابن ابی شیبہ میں، تو صحیحین کے راوی ہیں اور دو کتاب یعنی "مسند امام اعظم" اور "ترمذی شریف" میں بعض راوی صرف "صحیح مسلم" کے راوی ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث موافق شرط صحیحین تین طریقوں سے اور موافق شرط مسلم کے دو طریقوں صحیح ہوئی۔

اور نیز روایت کیا اس حدیث کو "شرح معانی الآثار" میں امام طحاوی نے اور "مسند

دار قطنی" میں دار قطنی نے، مگر بوجہ دراز ہو جانے رسالہ کے ان دونوں کی اسناد نقل کرنے اور پھر توثیق کرنے کو ترک کیا۔ دَافِعِین کی جانب سے اس اسناد پر (جو متعدد کتب احادیث سے منقول ہوئی) چند شبہ ہیں۔ سب سے زیادہ قوی شبہ یہ ہے کہ مدار اس حدیث کا عاصم بن کلیب پر ہے، اور ضعیف کہا ہے عاصم کو امام احمد و ابوداؤد وغیرہم نے۔

اول جواب، اس شبہ کا یہ ہے کہ عاصم بن کلیب رجال مسلم سے ہیں اور توثیق کی ان کی یحیٰ بن معین اور نسائی نے اور جب کہ امام مسلم نے التزام کیا ہے کہ کسی ضعیف راوی سے اس کتاب میں تخریج نہ کروں گا۔ کَمَا فِیْ مُقَدَّمَۃِ مُسْلِمٍ تو عاصم کی توثیق مسلم سے بھی ہو گئی اور تعلیقاً امام بخاری نے عاصم سے اخذ روایت کیا اور کہیں ضعیف نہیں بتلایا۔ لہٰذا توثیق بخاری بھی ثابت ہوئی۔ ان چار آئمہ کی توثیق کے بعد حاجت کسی کی توثیق کی نہیں۔

"تذکرۃ القاری" میں ہے:

عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبِ بْنِ شَعْبَانَ بْنِ الْمَجْنُوْنِ الْجَرْمِیّ صَدُوْقٌ وَثَّقَہٗ یَحْیَی بْنُ مُعِیْنٍ وَ النَّسَائِیُّ وَ رَوٰی لَہٗ مُسْلِمٌ وَ اَصْحَابُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَۃِ وَ عَلَّقَ لَہُ الْبُخَارِیُّ۔ ("کشف الرین" ص ۹)

دوسرا جواب، یہ ہے کہ حدیث عبداللہ بن مسعود اور طریق سے مروی ہے، سوائے عاصم بن کلیب کے مثلاً مسند امام اعظم میں حماد نے ابراہیم سے ابراہیم نے علقمہ اور اسود سے روایت کیا اور ایسا ہی دار قطنی میں حماد کے واسطے سے اس اسناد کو لیا ہے، لہٰذا! مدار حدیث ہذا عاصم کو ٹھہرا کر جرح کرنا غلط ہوا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اسی حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بواسطہ عاصم روایت کر کے جیسا پہلے گزر چکا، امام ترمذی کہتے ہیں:

حَدِیْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَّ بِہٖ یَقُوْلُ غَیْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ وَ ھُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ وَ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ۔

اس سے توثیق کرنا ترمذی کا عاصم کی نسبت ثابت ہو گیا' اور سوائے اس کے بعض دیگر روایات کے اسناد میں عاصم واقع ہیں۔ (كَمَا فِي بَابِ كَيفَ الْجُلُوسُ لِلتَّشَهُّدِ) ان کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اگر عاصم ضعیف ہوتے تو امام ترمذی کس طرح ان روایات کو حسن کہتے اور اس تقریر ترمذی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بہت صحابہ و تابعین عدم رفع کے مقر ہیں۔ گو سند ان کی ترمذی نے نقل نہ کی مگر یہ قول امام ترمذی کا واجب القبول ہے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ علامہ ابن حزم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ چنانچہ "فوائد مجموعہ" میں قاضی شوکانی نے سیوطی سے نقل کیا ہے۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاءُوْدَ وَالتِّرْمِذِيّ وَحَسَّنَهُ وَابْنُ حَزْمٍ وَصَحَّحَهُ (انتهى) یہ نقل کر کے شوکانی نے کوئی تعاقب نہیں کیا۔ پس ابن حزم کے نزدیک عاصم صحیح حدیث کا راوی ٹھہرا اور علی ہذا القیاس دار قطنی و ابن قطان وغیرہما نے اس اسناد عاصم کو صحیح بتلایا ہے۔ "تخریج زیلعی" میں لکھا ہے:

وَ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانَ فِيْ كِتَابِهِ الْوَهْمُ وَالْاِيْهَامُ ذَكَرَ التِّرْمِذِيّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهُ قَالَ حَدِيْثُ وَكِيعٍ لَا يَصِحُّ وَالَّذِيْ عِنْدِيْ اَنَّهُ صَحِيْحٌ وَ اِنَّمَا اَنْكَرَ بِهِ عَلٰى وَكِيعٍ زِيَادَةً ثُمَّ لَا يَعُوْدُ وَ كَذٰلِكَ قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ اَنَّهُ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ اِلَّا هٰذِهِ لِلَّفْظَةِ وَ كَذَالِكَ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلَ وَ غَيْرُهُ اِنْتَهٰى۔

اور ابن حجر تلخیص زیلعی میں لکھتے ہیں:

وَ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانَ هُوَ عِنْدِيْ صَحِيْحٌ اِلَّا قَوْلَهُ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ وَ كَذَا قَالَ الدَّارُقُطْنِيُّ اَنَّهُ صَحِيْحٌ اِلَّا هٰذِهِ اللَّفْظَةَ انتهى۔

غرض روایت عاصم کو صحیح بتلایا ابن حزم و ابن قطان و دار قطنی و احمد بن حنبل وغیرہم نے' البتہ بعض کے نزدیک زیادہ (كَلِمَةُ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ) میں کلام ہے جس کی تحقیق

عنقریب آتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب بنظر انصاف غور کرنا لازم ہے کہ توثیق عاصم کس قدر علماء سے ثابت ہوگئی۔ امام مسلم و امام بخاری و یحییٰ بن معین و نسائی سے تو پہلے نقل ہو چکی تھی۔ ترمذی ابن حزم سے اور دار قطنی ابن قطان سے، نیز امام احمد حنبل زیلعی ابن حجر سے تو اب ثابت ہوگئی۔ پھر سب مل کر گیارہ حافظ الحدیث اور ائمہ کی طرف سے توثیق عاصم ظاہر ہوئی اور لفظ وغیرہ میں اور حفاظ کی تصحیح کی گنجائش ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تضعیف امام احمد نسبت عاصم (جیسا کہ معترض نے نقل کی ہے) بجائے خود صحیح نہیں۔ امام احمد نے نسبت زیادہ کلمہ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کے، کلام کی ہے، نہ ثقاہت عاصم میں اور اس زیادہ کو سفیان یا وکیع کی طرف منسوب کیا ہے، نہ کہ بوجہ عاصم کے۔ فَانْدَفَعَ الشُّبْهَةَ مِنْ اَصْلِهَا)

دوسرا شبہ رافعین کی جانب سے یہ ہے کہ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں (دیکھا میں نے اس کتاب عبداللہ بن ادریس کو جو روایت ہے عاصم بن کلیب سے۔ اس میں کلمۂ "ثُمَّ لَمْ یَعُدْ" نہ تھا۔ یعنی یہ وہم سفیان کا ہے جو کہ اصل حدیث میں موجود نہیں۔ کیونکہ اہل علم کے نزدیک کتاب کا زیادہ اعتبار ہے۔

جواب اس شبہ سے پہلے ہم پھر یاد دلاتے ہیں کہ حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اس مقام پر عاصم کو ضعیف نہیں بتلایا، اور نہ عاصم پر کوئی جرح کی، لہٰذا ثقہ ہونے میں عاصم کے کوئی خدشہ نہیں، البتہ سفیان کی نسبت وہم کا گمان ہے کہ کتاب میں کلمہ (ثُمَّ لَمْ یَعُدْ) موجود نہیں اور روایت زبانی میں موجود ہے۔ اس کا جواب اول یہ ہے کہ اس وقت میں یہ عادت تھی کہ استاد کی خدمت میں حدیث سن کر گھر آکر اس حدیث کو قلم بند کرتے تھے، استاد کی کتاب سے کوئی نقل نہیں کرتا تھا، الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔

چنانچہ امام ترمذی "کتاب العلل" میں لکھتے ہیں:

لِاَنَّ اَکْثَرَ مَنْ مَضٰی مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا یَکْتُبُوْنَ وَ مَنْ کَتَبَ مِنْهُمْ اِنَّمَا کَانَ یَکْتُبُ لَهُمْ بَعْدَ السِّمَاعِ

بس اب تحریر کا مدار بھی حفظ ہی پر ٹھہرا۔ سو ابن ادریس نے جو کچھ مجلس استاد سے لوٹ کر لکھا ہے حسب عادت اپنے حفظ سے لکھا ہے اور سفیان کا نہ لکھنا اور محض حفظ پر رہنا اولاً غیر مسلم ہے اور بعد تسلیم حفظ ابن ادریس اور سفیان کو موازنہ کرنا لازم ہے اور پھر احفظ پر اعتماد کرنا واجب ہے سو تقریب میں سفیان کی نسبت تو یہ لکھا ہے:

حَافِظٌ، فَقِيهٌ، عَابِدٌ، إِمَامٌ، حُجَّةٌ مِنْ رُؤُسِ الطَّبَقَةِ السَّابِعَةِ

اور عبداللہ بن ادریس کو لکھا ہے:

ثِقَةٌ، فَقِيهٌ مِنَ الثَّامِنَةِ

پس غور درکار ہے کہ ابن ادریس کو سفیان سے کیا مناسبت ہے۔ سفیان کی نسبت حَافِظٌ، إِمَامٌ، حُجَّةٌ رُؤُسُ الطَّبَقَةِ چار کلمات ایسے ضبط و اتقان کے ہیں کہ ابن ادریس کے حق میں ایک کلمہ بھی مثل اس کے نہیں تو ایسی اَحْفَظُ وَ حُجَّه و امام کا حفظ (صد گونہ تحریر ابن ادریس ثقہ" پر غالب ہونا ضرور ہے' چہ جائیکہ تحریر بھی مبنی حفظ پر ہے لہذا تحریر ابن ادریس ثقہ کو حفظ سفیان پر (جو حافظ امام حجہ ہے) ترجیح دینا خلاف قاعدہ آئمۂ حدیث کے ہے' اور یہ شبہ از سر تا پا مقلوع اور مدفوع ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ تمام جمہور محدثین کے نزدیک زیادہ ثقہ کی (جو منافی مزید علیہ کے نہو) بلاشبہ مقبول ہے اور خود بخاری کا یہی مذہب ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے "شرح نخبہ" میں مُصَرِّحًا لکھ دیا۔ کما سَيَجِئُ اور یہاں زیادتی سفیان کا روایت ابن ادریس کی منافی نہیں کیونکہ ابن ادریس کی یہ روایت ہے:

اِفْتَتَحَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ

پس سوائے رفع یدین تحریمہ کے دوسرے مواقع کے رفع اور عدم رفع سے کوئی تعرض نہیں کیا' بلکہ سکوت ہے' نہ تو اثبات ہی ہے اور نہ نفی' اور سفیان نے تحریمہ کے سوائے دیگر مواقع سے رفع یدین کی نفی کی "ان کا نفی کرنا اور ابن ادریس کا سکوت کرنا" ہرگز باہم منافی نہیں' بلکہ مزید علیہ اپنے حال سابق پر ہے۔ مُنَافَاةِ مَزِيدٌ کے یہ معنے ہیں کہ مبدل یا نافی

مزید علیہ کی ہو۔ چنانچہ "شرح نخبۃ الفکر" میں ہے:

وَ زِيَادَةُ رَاوِيْهِمَا اَيِ الصَّحِيْحُ وَ الْحَسَنُ مَقْبُوْلَةٌ مَا لَمْ تَقَعْ مُنَافِيَةً لِرِوَايَةِ مَنْ هُوَ اَوْثَقُ مِمَّنْ لَمْ يَذْكُرْ تِلْكَ الزِّيَادَةِ لِاَنَّ الزِّيَادَةَ اِمَّا اَنْ تَكُوْنَ لَا تَنَافِيْ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ رِوَايَةِ مَنْ لَمْ يَذْكُرْهَا فَهٰذِهٖ تُقْبَلُ مُطْلَقًا لِاَنَّهَا فِيْ حُكْمِ الْحَدِيْثِ الْمُسْتَقِلِّ الَّذِيْ يَتَفَرَّدُ بِهِ الثِّقَةُ وَ لَا يَرْوِيْهِ عَنْ شَيْخِهٖ غَيْرُهٗ وَ اَمَّا تَكُوْنُ مُنَافِيَةً بِحَيْثُ يَلْزَمُ مِنْ قُبُوْلِهَا رَدُّ الرِّوَايَةِ الْاُخْرٰى فَهٰذِهِ الَّتِيْ تَقَعُ التَّرْجِيْحُ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ مُعَارِضِهَا فَيُقْبَلُ الرَّاجِحُ وَ يُرَدُّ الْمَرْجُوْحُ

انتھی۔

پس غور و انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ حسب قاعدہ مسلمہ یہ زیادتی نہ منافی ہے اور نہ اس میں حاجت ترجیح ہے۔ لہٰذا کتابت کو روایت پر ترجیح کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ (یہ خدشہ ہی بے اصل ہے جو ہرگز التفات کے لائق نہیں)

تیسرا شبہ یہ کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند مسئلوں میں بھول ہو گئی۔ مثلاً مسئلہ اخذ رکبتین (رکوع میں) اور معوذتین کے قرآن شریف میں داخل نہ ہونے میں' اسی طرح ممکن ہے کہ حدیث رفع یدین میں بھی بھول ہو گئی ہو۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ دو چار مسائل میں بھول ہو جانے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ تمام روایات ان کی جو "صحیحین" اور "سنن اربعہ" میں بکثرت موجود ہیں' وہ سب سہو و نسیان پر محمول ہو جائیں۔ "بخاری شریف" میں ہے' حضرت حذیفہ بن الیمان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَ سَمْتًا وَ هَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لِابْنِ اُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا۔

ترجمہ: "تحقیق سب سے زیادہ مشابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ وقار، میانہ روی اور طریقہ سیدھ میں البتہ ابنِ ام عبد کا (یعنی عبداللہ بن مسعود) ہے، اس وقت سے کہ نکلتا ہے وہ اپنے گھر سے اس وقت تک کہ لوٹتا ہے گھر کی طرف، ہم نہیں جانتے کیا کرتا ہے اپنے گھر والوں میں جب کہ تنہا ہوتا ہے"۔ (انتھی)

اور "ترمذی شریف" میں حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے:

وَ تَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ۔

یعنی جو عبداللہ بن مسعود دین کے احکام بتلائیں، ان پر عمل کرو اور "روایت حذیفہ" میں اس طرح ہے:

مَا حَدَّثَكُمْ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ۔

جو کچھ عبداللہ بن مسعود تم سے حدیث بیان کریں، اس کو سچا جانو اور اکمال فی اسماء الرجال میں ہے:

فَكَانَ مِنْ خَوَاصِهٖ وَ كَانَ صَاحِبَ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ سِوَاكِهٖ وَ نَعْلَيْهِ وَ طَهُوْرِهٖ فِي السَّفَرِ هَاجَرَ اِلَى الْحَبَشَةِ وَ شَهِدَ بَدْرًا ثُمَّ مَا بَعْدَهَا مِنْ مُّشَاهِدَ وَ شَهِدَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَضِيْتُ لِاُمَّتِيْ مَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ وَ سَخِطْتُ لَهَا مَا سَخِطَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ"۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

رَوٰى عَنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِيٌّ وَ مَنْ بَعْدَهُمْ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَ التَّابِعِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

غرض ایسی جلیل القدر مجتہد صحابی کی روایت صحیحہ کی نسبت محض اس وہم ناشی بلا دلیل

اور تجویز نفس (سے کہ وہ تین مسئلہ ان کے اجماع کے خلاف ہیں) غلطی اور بھول کا حکم لگا دینا اور شہادۃ صحابہ کی ان کی توثیق میں اور حکم فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے قول و اخبار کی تصدیق کر لینے میں رد کرنا' خلاف دیانت 'غیر مسموع اور داخل سوء ادب اور اتباع نبوی کے خلاف ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جو صحیحین میں راوی حدیث رفع یدین ہیں) بہت زیادہ مسائل میں بھول ہوئی۔ اگر یہی وجہ باعث ضعف و ترک حدیث سمجھی جائے تو حدیث رفع یدین بدرجہ اولیٰ ضعیف ہو گئی۔ چنانچہ جُلْبُ الْمُنْفِعَةِ فِی الذَّبِّ عَنِ الْاَئِمَّةِ الْمُجْتَہِدِیْنَ الْاَرْبَعَۃِ میں نواب صاحب بھوپال فرماتے ہیں:

(و ہمچنین پنہاں ماند بر ابن عمر حدیث مسح بر خفین چنانکہ در موطا' و سنن ابن ماجہ مرقوم است و ہکذا حدیث رکعتین قبل از مغرب "چنانکہ در سنن ابوداود و غیرہا ست و ہمچنیں حدیث مہر مفوضہ چنانچہ در جامع ترمذی است و حدیث تیمم جنب چنانچہ در ایقاف است و حدیث غسل زن بلا شکستن موئے سر چنانکہ در شرح مسلم و حجتہ بالغہ است و حدیث تطیب قبل از بستن احرام چنانکہ در صحیحین و ایقاف است و حرمت بیع تفاضل در متجانسین وقتیکہ دست بدست باشد" تا آنکہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بداں اخبارش نمودہ چنانکہ در صحیح مسلم و شرح وے از نووی است و حدیث اعتماد رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم در ماہ رجب چنانکہ در بخاری است الی اخر العبارہ)

غرض! قریب بارہ مسئلوں کے نواب صاحب نے نقل کیے ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھول ہوئی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت صرف پانچ مسئلہ نقل کیے ہیں جن میں بھول ہوئی مگر ان پانچوں میں رفع یدین نہیں اور کس طرح نواب صاحب اپنی طرف سے اس مسئلہ میں غلطی ان کی طرف منسوب کر دیتے جب کہ صحاح ستہ اور دیگر آئمہ اعلام محدثین متقدمین سے کسی نے اس حدیث میں غلطی اور بھول کو ان کی طرف منسوب نہیں کیا۔

اگر ایسا احتمال ہوتا تو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں یہ احتمال ظاہر فرما دیتے اور اسی طرح اکثر صحابہ اور رواۃ حدیث سے سہو واقع ہوا ہے تو بزعم ان لوگوں کے کسی کی روایت کا اعتبار نہ ہونا چاہیے۔ پس صدہا روایات صحاح ساقط الاعتبار ہو جاویں گی وَھُوَ کَمَا تَرٰی پس یہ شبہ بھی ہرگز التفات کے قابل نہیں۔

چوتھا شبہ یہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث ہی موضوع ہے کیونکہ بعض علماء نے اس پر متروک اور موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ "اوراق ماسبق" میں پانچوں کتب حدیث کی اسناد بِلَفْظِہٖ نقل کر کے ایک ایک راوی کی توثیق بیان کر دی ہے جس سے ثابت ہوا تھا کہ موافق شرط صحیحین ابوداود' نسائی' ابن ابی شیبہ میں اور موجب شرط صحیح مسلم' مسند امام اعظم اور ترمذی میں۔ اس حدیث کی اسناد روایت کی گئی ہے' اور کوئی راوی مستور الحال اور متروک نہیں۔

پھر اس کو موضوع کہہ دینا غایت درجہ کی ناانصافی ہے' اور جس کسی کو ذرہ بھی لگاؤ اس فن سے ہوگا' وہ ایسی بے اصل کلام زبان سے نہیں نکالے گا۔ ورنہ یوں خواہ مخواہ موضوع کہہ دینا اور کسی راوی اسناد کو وَاضِعِیْن سے نہ ثابت کرنا' محض ہٹ دھری اور بے جا تعصب ہے اور بعض بعض علماء سے بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے یعنی غلطی سے غیر موضوع کو موضوع کہہ دیا۔ مثلاً علامہ ابن جوزی نے ایک حدیث مسلم و صحیح بخاری کو اور ۳۸ احادیث مسند امام احمد کو اور ۹ احادیث ابوداؤد کو اور ۳۰ احادیث ترمذی کو اور ۱۰ احادیث نسائی کو اور ۳۰ احادیث ابن ماجہ کو اور بہت سی احادیث تاریخ امام بخاری وغیرہ کو (جو تین سو کے قریب ہیں)

موضوع لکھ دیا ہے' حالانکہ ان میں سے فی الواقع ایک بھی موضوع نہیں۔ حافظ الحدیث علامہ جلال الدین رسالہ "تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی" کے آخر میں فرماتے ہیں:

هٰذَا آخِرُ مَا اَوْرَدْتُهُ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْاَحَادِيْثِ الْمُتَعَقَّبَةِ الَّتِيْ لَا سَبِيْلَ اِلٰى اِدْرَاجِهَا فِيْ سِلْكِ الْمَوْضُوْعَاتِ وَعِدَّتُهَا نَحْوُ ثَلٰثِمِائَةٍ۔

البتہ بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف بتلایا ہے مگر موضوع کا اطلاق نہیں کیا اور اس امر کا جواب گزر چکا کہ یہ حدیث کسی وجہ سے ضعیف نہیں۔ سب راوی اس کے موثق ہیں' بوجہ ضعف رواۃ کسی معتبر محدث نے اس کو ضعیف نہیں کہا' بلکہ بوجہ زیادہ لفظ ثم لا یعود کے کلام کیا ہے۔ سو وہ بھی (حسب قواعد مسلمہ ان ہی آئمہ کے) ثابت ہو چکا کہ یہ زیادہ صحیح ہے۔ اس میں کسی طرح کا ضعف نہیں اور نہ کوئی وجہ اس کے رد کرنے کی ہے۔ پس ایسی کلام قابل التفات کے نہیں ہے' اور یہ کلام غیر مسموع بھی (طریق عاصم میں ہے) نہ کہ طریق ابراہیم نخعی میں' کہ اس میں کسی کو کوئی بحث نہیں۔

نواب صاحب بھوپال باوجود اس وسعت نظر و غلو کے "مسک الختام" میں روایت امام کا یہ حال لکھتے ہیں کہ امام اوزاعی نے جو طریق اسناد بمواجہہ امام اعظم بیان کیا' اس کے سوا رافعین کے پاس اور طریق اسناد بواسطہ عشرۂ مبشرہ موجود ہیں جن کی راویان راوی امام اعظم سے زیادہ فقیہ ہیں۔ عبارت بلفظہ "مسک الختام" کی یہ ہے:

و اما مناظرہ اوزاعی و ابوحنیفہ و احتجاج اوزاعی بسند عالی و احتجاج امام بفقہ راوی پس منظور فیہ است زیرا کہ احادیث رفع رانہ ہمیں یک طریق است کہ اوزاعی ذکر کردہ بلکہ راویان ولے عشرہ مبشرہ اند و ایشان بے شک و شبہہ افقہ اند از تنہا راویان حدیث ابوحنیفہ وبیان آن خواہد آمد (انتہی)

پس بزعم نواب صاحب طریق اسناد رفع یدین میں اگرچہ راویان حدیث رفع یدین افقہ بہ نسبت رواتِ امام کے ہوں مگر طریق اسناد امام کے قوی ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ کیونکہ سب راوی ثقہ اور فقیہ ہیں۔ باقی تحقیق اس امر کی کہ خلفاء راشدین سے آخر الامر کیا منقول ہوا؟ رفع یدین یا عدم رفع یدین آگے آوے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بعض علماء غیر مقلدین نے جو نہایت متعصب معلوم ہوتے ہیں، عوام کو دھوکہ میں ڈالنے کے واسطے حدیث عبداللہ بن مسعود کا موضوع ہونا ملا علی قاری حنفی کی طرف سے نقل کر دیا اور بے کھٹکے صاف لکھ دیا کہ ملا علی قاری رسالہ "موضوعات کبیر" میں اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔ حالانکہ امر برعکس ہے۔ یعنی ملا علی قاری ان بعض کے قول کو نقل کر کے تردید کرتے ہیں جنہوں نے بے دلیل اس حدیث کو موضوع کہہ دیا۔ عبارت تردید ملا علی قاری کی یہ ہے:

قُلْتُ حَدِیْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَاَخْرَجَہُ النِّسَائِیُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَکِ بِسَنَدِھِمَا فَمَا نَقَلَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَکِ غَیْرُ ضَائِرٍ بَعْدَ مَا ثَبَتَ بِالطُّرُقِ الَّتِیْ ذَکَرْنَاھَا وَمُنَاظَرَۃُ الْاَوْزَاعِیِّ مَعَ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ مَشْھُوْرَۃٌ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ ثُمَّ الْبَیْھَقِیُّ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ اَنَّ عَلِیًّا رَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ التَّکْبِیْرِ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ انتھی مختصرا۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں یعنی (ملا علی قاری) حدیث ابن مسعود کو روایت کیا ابوداؤد اور ترمذی نے، پھر ترمذی نے اسے حدیث حسن کہا اور نسائی نے عبداللہ بن مبارک سے ان دونوں کی سند سے اخراج حدیث کیا، پس جو ابن مبارک سے منقول ہوا معتبر نہیں، پس جب کہ ثابت ہوا اس طریق سے جو کہ ہم نے ذکر کیا اور

مناظرہ امام اوزاعی کا امام اعظم کے ساتھ مشہور ہے اور طحاوی نے اولاً اس کے بعد بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ اسود سے اس طرح روایت کیا، جو کہا کہ دیکھا میں نے عمر بن الخطاب کو اٹھائے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں، پھر نہیں اٹھائے، اور طحاوی نے روایت کیا کہ علی کرم اللہ وجہہ نے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں اٹھا کر پھر نہیں اٹھائے۔ انتھی مختصراً۔

یہاں تک طریق اسناد حدیث عبداللہ بن مسعود کا ذکر اور ان طرق پر جو کچھ شبہات تھے ان کے جوابات مذکور ہو گئے۔ اب حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع مالہ وما علیہ کے بیان کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں ابوداؤد میں حدیث براء بن عازب اس طرح روایت کی ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَاحِ الْبَزَّازُ نَا شَرِيْكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰی عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰی قَرِيْبٍ مِنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ

ترجمہ: روایت ہے براء بن عازب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے، دونوں ہاتھ کانوں کے نزدیک تک پہنچاتے، پھر نہ اٹھاتے۔ (انتھی)

اس حدیث کے اول راوی محمد بن الصباح دولابی ابو جعفر بغدادی ثقہ حافظ ہیں۔ کما فی التقریب، صفحہ ۲۲۲)

دوسرے راوی شریک ہیں۔ ان کی نسبت لکھا ہے:

صَدُوْقٌ، يُخْطِئُ كَثِيْرًا، تَغَيَّرَ حِفْظُهٗ مُنْذُ وُلِّيَ الْقَضَاءِ بِالْكُوْفَةِ وَكَانَ عَادِلًا، فَاضِلًا، عَابِدًا، شَدِيْدًا عَلٰی اَهْلِ الْبِدَعِ ("تقریب" صفحہ ۲۸۰)

ہر چند "تقریب" میں ان کے تغیر حفظ اور کثیر الخطا ہونے کا ذکر کیا گیا مگر یہ شریک راوی صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے ہیں اور امام بخاری نے تعلیقات میں ان سے اخذ روایت

کیا، خلاصہ "تہذیب التہذیب" میں لکھا ہے:

قَالَ ابْنُ مُعِيْنٍ ثِقَةٌ يَغْلَطُ وَ قَالَ الْعَجْلُ ثِقَةٌ وَ قَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ سُفْيَانَ ثِقَةٌ سَيِّئُ الْحِفْظِ۔ (انتہی)

تیسرے راوی یزید بن ابی زیاد ہیں، ان کی نسبت "تقریب" میں یہ لکھا ہے۔
يَزِيْدُ بْنُ اَبِیْ زِيَادٍ الْهَاشِمِيُّ مَوْلاَهُمُ الْكُوْفِيُّ ضَعِيْفٌ كَبِرَ فَتَغَيَّرَ صَارَ يَتَلَقَّنُ انتہی اور خلاصہ "تہذیب التہذیب" میں لکھا ہے:

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ وَ قَالَ الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّيْنِ الذَّهَبِيُّ هُوَ صَدُوْقٌ رَدِيُّ الْحِفْظِ وَ قَالَ فِيْ حَاشِيَةٍ عَنِ التَّهْذِيْبِ قَالَ اَبُوْ زُرْعَةَ يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ وَ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ لاَ اَعْلَمُ اَحَدًا تَرَكَ حَدِيْثَهٗ وَ غَيْرُهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ۔ (انتہی)

امام بخاری نے تعلیقات میں ان سے روایت کی ہے۔ مسلم اور سنن اربعہ کے یہ راوی ہیں۔

چوتھے راوی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہیں۔ ان کی نسبت "تقریب" میں لکھا ہے۔
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَيْلٰى الْاَنْصَارِيُّ الْمَدَنِيُّ ثُمَّ الْكُوْفِيُّ ثِقَةٌ مِنَ الثَّانِيَةِ صحاح ستہ کے یہ راوی ہیں، غرض اس اسناد میں براء بن عازب تک چار راوی ہیں جن میں دو راوی یعنی محمد بن الصباح اور ابن ابی لیلیٰ ہر شش اصول کے راوی ہیں، جن کی توثیق میں کسی کو کلام نہیں۔ تیسرے راوی شریک ہیں۔ ان کا صدوق ہونا اور مسلم کا راوی ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے اور اس روایت میں شریک کا خطا کرنا موجب جرح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بخاری وغیرہ یزید کا زیادہ کرنا یعنی کلمہ (ثُمَّ لاَ يَعُوْدُ) کا روایت کرنا خود قبول کرتے ہیں اور دیگر روایت بھی اس زیادہ کو یزید سے روایت کرتے ہیں جس کا ذکر آتا ہے، پس شریک اس زیادہ میں متفرد نہیں۔ لہٰذا روایت کرنا شریک کا اس زیادہ کو مقبول و معتبر ہے۔

قَالَ الزَّيْلَعِيُّ فِيْ تَخْرِيْجِهٖ قَالَ الشَّيْخُ فِي الْاِمَامِ وَ اُعْتُرِضَ عَلَيْهِ بِاُمُوْرٍ اَحَدُهَا اِنْكَارُ هٰذِهِ الزِّيَادَةِ عَلٰى شَرِيْكٍ وَ زَعَمُوْا اَنَّ جَمَاعَةً رَوَوْهُ عَنْ يَزِيْدَ لَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ قَالَ الشَّيْخُ وَ قَدْ تُوْبِعَ شَرِيْكٌ عَلَيْهَا كَمَا اَخْرَجَهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ زَكَرِيَّا۔ (انتھی)

پس جب کہ شریک کے تابع اس زیادہ میں موجود ہیں تو یہ زیادہ خطاء شریک نہیں ہو سکتی۔ پس صحت اس زیادہ کی نسبت شریک ثابت ہو گئی۔

اور چوتھے راوی جو یزید بن ابی زیادہ ہیں' ان کی توثیق بھی پہلے گزر چکی کہ حافظ شمس الدین ذہبی اور ابن ابی عدی اور ابوداؤد ان کو صدوق کہتے ہیں اور مسلم نے ان کو اصحاب الدق والستر میں رکھا ہے۔

قَالَ الزَّيْلَعِيُّ فِيْ تَخْرِيْجِهٖ قَالَ الشَّيْخُ وَ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ مَعْدُوْدٌ فِيْ اَهْلِ الصِّدْقِ ذَكَرَ اَبُو الْحَارِثِ الْفَرَوِيْ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ جَيِّدُ الْحَدِيْثِ وَ ذَكَرَ مُسْلِمٌ فِيْ خُطْبَةِ كِتَابِهٖ صِنْفًا فَقَالَ اِنَّ السِّتْرَ وَ الصِّدْقَ وَ تَعَاطِي الْعِلْمِ يَشْمَلُهُمْ كَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ -(انتھی)

"تقریب میں جو ضعیف بتلایا باعتبار آخر حال کے بتلایا' مگر یزید کا ثقہ ہونا بدیں ثابت ہے کہ رجال مسلم و ابوداؤد سے ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث حسن ہوئی اور ابوداؤد نے جو اپنی سنن میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو سفیان نے بدوں کلمہ "ثُمَّ لَا يَعُوْدُ" کے روایت کیا ہے' اور کہا ہے کہ یہ کلمہ اول یزید نے بیان نہیں کیا تھا' پھر کوفہ میں اس کو زیادہ کیا ہے' اور اس حدیث کو یزید سے ہشیم و خالد و ابن ادریس نے نقل کیا ہے' مگر یہ کلمہ نقل نہیں کیا۔ تو یہ قول ابوداود کا اس زیادہ پر جرح نہیں لاتا جب کہ یزید کا صدوق ہونا اور وثوق ثابت ہے' کیونکہ یہ کلمہ مبائن اور

مخالف حدیث فرید علیہ کے نہیں۔ اس واسطے کہ اصل میں رفع عند التحریمہ کو ذکر کیا ہے اور رفع، عدم رفع عند الرکوع وغیرہ کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ اس سے سکوت ہے اور اس زیادہ میں عدم رفع سے کوئی مخالفت و منافات رفع عند التحریمہ کے ساتھ پیدا نہیں ہوئی۔ پس ایسی زیادہ غیر مخالف ثقہ کی مقبول ہوتی ہے۔ چنانچہ شرح نخبہ سے اوپر لکھا گیا

وَ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِی مُقَدِّمَتِہٖ وَ مَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ فِیْمَا حَکَاهُ الْخَطِیْبُ اَبُوْ بَکْرٍ اَنَّ الزِّیَادَةَ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ اِذَا انْفَرَدَ بِهَا سَوَاءٌ کَانَ ذَالِکَ مِنْ شَخْصٍ وَّاحِدٍ بِاَنْ رَّوَاهُ نَاقِصًا مَّرَّةً وَ رَوَاهُ اُخْرٰی وَ فِیْهِ تِلْکَ الزِّیَادَةِ اَوْ کَانَتِ الزِّیَادَةُ مِنْ غَیْرِ مَنْ رَّوَاهُ نَاقِصًا۔ (انتهی)

پس یزید ثقہ کا اول زیادہ کو ذکر نہ کرنا اور پھر روایت کرنا کچھ مضر صحت کو نہیں ہوتا۔ کما تقرر فی الاصول لہٰذا اس عبارت ابوداؤد کو بظاہر المعنی محل طعن حدیث میں ذکر کرنا مناسب نہیں اور حسب قاعدہ اصول حدیث کوئی وجہ طعن کی نہیں۔

قَالَ الْعَیْنِیُّ وَ اَمَّا یَزِیْدُ فِیْ نَفْسِہٖ فَهُوَ ثِقَةٌ جَائِزُ الْحَدِیْثِ وَ قَالَ یَعْقُوْبُ بْنُ سُفْیَانَ هُوَ وَ اِنْ تَکَلَّمَ فِیْهِ لِتَغَیُّرِہٖ فَهُوَ مَقْبُوْلُ الْقَوْلِ عَدْلٌ ثِقَةٌ وَ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا تَرَکَ حَدِیْثَهٗ وَ غَیْرُهٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ وَ قَالَ ابْنُ مُعِیْنٍ فِیْ کِتَابِ الثِّقَاتِ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ یَزِیْدُ ثِقَةٌ وَ لَا یُعْجِبُنِیْ قَوْلُ مَنْ تَکَلَّمَ فِیْهِ وَ خَرَجَ حَدِیْثَهٗ ابْنُ خُزَیْمَةَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَ قَالَ السَّاجِیْ صَدُوْقٌ وَ کَذَا قَالَ ابْنُ حِبَّانَ وَ خَرَجَ حَدِیْثَه ابْنُ خُزَیْمَةَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَ قَالَ السَّاجِی صدوق وَ کَذَا قَالَ ابْنُ حِبَّانَ وَ خَرَجَ مُسْلِمٌ حَدِیْثَهٗ وَ تَشْهَدَ بِهِ الْبُخَارِیُّ فَاِذَا کَانَ حَالُهٗ کَذَالِکَ

جَازَاَنْ یَحْمِلَ عَلٰی اَنَّهٗ حَدَّثَ بِبَعْضِ الْحَدِیْثِ تَارَۃً وَ بِجُمْلَتِهٖ اُخْرٰی اَوْ یَکُوْنَ قَدْ نَسِیَ اَوْ لَا ثُمَّ ذَکَرَ۔ (انتہی)

الحاصل سفیان کی یہ کلام منقولہ ابوداؤد موجب جرح اس زیادہ کی محدثین کے قاعدہ سے نہیں ہے اور علی بذا ہشیم و خالد و ابن ادریس کا اس زیادہ کو روایت نہ کرنا جیسا کہ ابوداؤد نے کہا اگر مسلم بھی ہو تب بھی کوئی جرح نہیں موافق قاعدہ مذکور کے، چہ جائیکہ خود ہشیم کا روایت کرنا بھی اس زیادہ کو ثابت ہوتا ہو مع دیگر جماعت حفاظ کے۔

قَالَ الْعَیْنِیُّ یُعَارِضُ قَوْلَ اَبُوْدَاؤدَ قَوْلَ ابْنَ عَدِیٍّ فِی الْکَامِلِ رَوَاہُ ھُشَیْمٌ وَ شَرِیْکٌ وَ جَمَاعَۃٌ مَّعَهُمَا عَنْ یَزِیْدَ وَ قَالُوْا فِیْهِ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ وَ اَخْرَجَهُ الدَّارُ قُطْنِیُّ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ زَکَرِیَّا وَ نَحْوِهٖ اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ فِی الْخِلَافِیَاتِ مِنْ طَرِیْقِ نَضْرِ بْنِ شُمَیْلٍ عَنْ اِسْرَائِیْلَ بْنِ یُوْنُسَ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ یَزِیْدَ بِلَفْظِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَذْوَ اُذُنَیْهِ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ وَ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ مِنْ حَدِیْثِ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمْزَۃُ الزَّیَّاتِ کَذٰلِکَ۔ (انتہی)

اب واضح ہوگیا کہ یہ عبارت ابوداؤد نہ موجب جرح حدیث ہے اور نہ حسب قاعدہ محدثین کے اس زیادہ پر کوئی جرح ہو سکتی ہے۔ البتہ امام بخاری نے اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں جو قول سفیان بن عُیینہ نقل کیا ہے وہ خدشہ اس زیادہ پر وارد ہے، وہ یہ ہے کہ سفیان کہتے ہیں جب یزید بوڑھے ہو گئے تو لوگوں نے ان کو لفظ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ تلقین کر دیا تھا۔ لہٰذا یزید "قول ثم لم یعد" کو زیادہ کرنے لگے۔ عبارت رسالہ امام بخاری کی یہ ہے:

قَالَ سُفْیَانُ لَمَّا کَبَرَ الشَّیْخُ لَقَّنُوْهُ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ فَقَالَ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ (انتہی)

اور تخریج زیلعی میں اس قول سفیان کو حازمی سے اس طرح نقل کیا ہے کہ یزید روایت کرتے تھے اور ثُمَّ لَا یَعُوْدُ نہیں کہتے تھے (یعنی جب مکہ میں روایت کرتے تھے) پھر جب

کوفہ میں گئے تو سنا کہ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ زیادہ کرنے لگے 'لوگوں نے تلقین کر دیا انہوں نے قبول کر لیا اور بیہقی سے تخریج میں دلیل یہ نقل کی ہے کہ قدیم تلامذہ یزید مثل سفیان و شعبہ و ہشیم و زہیر وغیرہم اس زیادہ کو روایت نہیں کرتے اور شاگرد آخر عمر کے جس زمانہ میں اختلاط ہو گیا تھا روایت کرتے ہیں۔ عبارت تخریج زیلعی یہ ہے:

قَالَ سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ یُرْوِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثَ وَ لَا یَقُوْلُ فِیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ ثُمَّ دَخَلْتُ الْکُوْفَۃَ فَرَأَیْتُہٗ یُرْوِیْہِ وَ قَدْ زَادَ فِیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ لَقَّنُوْہُ فَتَلَقَّنَ انتھی قَالَ الْبَیْھَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَۃِ وَ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ تَلَقَّنَھَا اِنَّ اَصْحَابَہٗ الْقُدَمَاء لَمْ یَاْثُرُوْھَا عَنْہُ مِثْلَ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَ شُعْبَۃَ وَ ھُشَیْمٍ وَ زُھَیْرٍ وَ غَیْرِھِمْ وَ اِنَّمَا اَتٰی بِھَا عَنْہُ مَنْ سَمِعَ مِنْہُ بِاٰخِرِہٖ وَ کَانَ قَدْ تَغَیَّرَ وَ اخْتَلَطَ۔ (انتھی)

اور حافظ ابن حجر تلخیص زیلعی میں سفیان کا قول اس طرح نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِیْنَۃَ سَمِعْتُہٗ یَزِیْدُ فِیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ فَظَنَنْتُ اَنَّھُمْ لَقَّنُوْہُ (انتھی)

بہر حال زیادہ پر یہ اقوال سفیان کے بظاہر جرح قوی وارد کرتے ہیں۔ اس کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ سفیان کا یہ کہنا کہ اول یزید کلمہ لَا یَعُوْدُ روایت نہیں کرتے تھے۔ کوفہ میں جا کر بیان کیا گو مسلم 'مگر یہ امر موجب جرح نہیں۔ کَمَا مَرَّ اور یہ کہنا کہ بعد تغیر کے تلقین ہوئی 'غیر مسلم کیونکہ یہ سفیان کا محض ظن و تخمین سے ہے 'نہ کہ تحقیق 'یقین سے وہ خود فرماتے ہیں فَظَنَنْتُ اَنَّھُمْ لَقَّنُوْہُ الخ اور اس پر کوئی حجت بجز اس کے نہیں کہ اول بیان نہ کیا 'کوفہ میں بیان کیا 'سو یہ دلیل تلقین کی نہیں 'بلکہ حسب قاعدہ محدثین ایسی زیادت مقبول ہے۔ کَمَا مَضٰی اور ابن عدی نے کامل میں ہشیم کے واسطہ سے زیادت ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کو روایت کر کے بتلا دیا قدماء اصحاب یزید نے بھی اس زیادت کو روایت کیا ہے

اور یہ زیادت اختلاط کے بعد نہیں، بلکہ ابتداء سے ہے اور نہ یہ زیادت تلقین ہے، بلکہ محفوظ روایت یزید کی ہے اور اس روایت ہشیم کو احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے:

قَالَ اَحْمَدُ ثنا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى اِبْهَامَيْهِ قَرِيْبًا مِّنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ فِى الصَّلٰوةِ (الخ) (من کشف الرین)

(ترجمہ) ”حضرت بن عازب سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ آپ کے دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے قریب دکھائی دیتے، پھر آپ نماز میں (تکبیر تحریمہ) کے علاوہ ہاتھوں کو نہ اٹھاتے“۔

پس واضح ہو گیا کہ یہ زیادت صحیح و معتبر ہے اور جرح کرنا اس پر بائن، قول ابن عیینہ خلاف قواعد مسلمہ اہل حدیث کے ہے، کہ یزید بن ابی زیاد موثوق اور اس کی روایت مقبول و معمول ہے، کوئی غبار اس پر نہیں۔ واللہ تعالی ولی التوفیق۔

دوسرے اسناد جس سے امام ابوداؤد نے اس حدیث براء بن عازب کو روایت کیا، الفاظ اس کے یہ ہیں:

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ انا وَكِيْعُ ابْنُ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ اَخِيْهِ عِيْسٰى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتّٰى انْصَرَفَ

”حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہتے ہیں، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اپنے دونوں ہاتھوں کو نماز کی ابتداء میں (تکبیر تحریمہ کے وقت) اٹھائے پھر نہیں اٹھائے حتیٰ کہ نماز سے پھر گئے"۔

اور امام بخاری نے اس روایت کی اسناد اپنے رسالہ رفع الیدین میں اس طرح بیان کی ہے:

قَالَ الْبُخَارِیُّ وَ رَوٰی وَکِیْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ اَخِیْهِ عِیْسٰی وَ الْحَکَمِ بْنِ عُیَیْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا کَبَّرَ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْ۔

اس طریق اسناد میں جو ابو داؤد اور رسالہ "رفع الیدین" بخاری سے نقل کیا گیا ہے، امام ابو داود فرماتے ہیں (هٰذَا الْحَدِیْثُ لَیْسَ بِصَحِیْحٍ) مگر چونکہ اول حسن ہونا حدیث یزید کا ثابت ہو چکا، کہ یزید ثقہ ہے اور یہ حدیث قبل تغیر کے ہے، کیونکہ ہشیم نے (جو تلمید قدیم قبل زمانہ تغیر یزید کا ہے) اس کو روایت کیا ہے تو ضعف اس سند کا جو بوجہ محمد بن ابی لیلیٰ کے ہے) ہم کو مضر نہیں، کیونکہ اس سند سے تقویت و تائید اول حدیث مراد ہے، نہ اثبات مدعی اور ضعیف حدیث سے تائید حاصل ہو جاتی ہے۔ کَمَا فِیْ اُصُوْلِ الْحَدِیْثِ اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی نسبت یہ شبہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت جو ابن ابی لیلیٰ نے بیان کی، اپنے حافظہ سے بیان کی، اور ابن ابی لیلیٰ کی کتاب سے جو روایت کرتے ہیں اس میں اس کو بواسطہ یزید روایت کرتے ہیں، پھر آخر مرجع حدیث کا یزید کی تلقین پر ٹھہرا اور محفوظ وہ ہے جو روایت کیا یزید سے ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ سے، پہلی عبارت بلفظہ امام کے رسالہ کی یہ ہے:

قَالَ الْبُخَارِیُّ وَ اِنَّمَا رَوٰی ابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی هٰذَا مِنْ حِفْظِهٖ فَاَمَّا مَنْ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی مِنْ کِتَابِهٖ فَاِنَّمَا حَدَّثَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ یَزِیْدَ فَرَفَعَ الْحَدِیْثَ اِلٰی تَلْقِیْنِ یَزِیْدَ وَ الْمَحْفُوْظُ مَا رَوٰی عَنْهُ الثَّوْرِیُّ وَ شُعْبَةُ وَ

اِبْنُ عُيَيْنَةَ قَدِيْمًا۔

جس سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ یہ سند محض بے اصل ہے' پھر تائید کی صلاحیت نہیں رکھتی' سو یہ مدفوع ہے کیونکہ محمد بن ابی لیلیٰ صدوق و جائز الحدیث ہے اور جس نے ان کو ضعیف لکھا ہے بوجہ سوء حفظ کے (جو آخر عمر میں بعد قضا) لاحق ہوا تھا' لکھا ہے اور یہ بھی محقق و مبرہن ہے کہ محمد اپنے بھائی عیسیٰ ابن ابی لیلیٰ سے اور عیسیٰ اپنے والد عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں' علی ہذا محمد کا حکم سے اور حکم کا عبدالرحمٰن سے روایت کرنا بلا تردد ہے۔ پس ایسی حالت میں اگر محمد' عیسیٰ اور حکم سے اس روایت براء کو بھی روایت کرتا ہے جیسا کہ یزید سے روایت کرتا ہے تو ہرگز کوئی مانع نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی قدح اس کے حق میں ہو سکے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ وکیع نے اس روایت کو محمد سے قبل لحوق سوء حفظ کے اخذ کیا ہو' تو ایسی حالت میں اس میں احتمال ضعف کا بہت ضعیف ہے کہ جس کا انجبار بھی سہل ہے اور تائید کا حصول تو اس سے خود موافق قواعد اصول کے ہے:

قَالَ فِیْ خُلَاصَةِ التَّهْذِیْبِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ بْنِ اَبِیْ لَیْلَی الْاَنْصَارِیُّ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَاضِی الْکُوْفَةِ وَ اَحَدُ الْاَعْلَامِ عَنْ اَخِیْهِ عِیْسٰی وَ الشَّعْبِیِّ وَ عَطَاءٍ وَ نَافِعٍ وَ عَنْهُ شُعْبَةُ وَ سُفْیَانُ وَ وَکِیْعٌ وَ اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ مَحَلُّهُ الصِّدْقُ شُغِلَ بِالْقَضَاءِ فَسَاءَ حِفْظُهُ قَالَ الْعِجْلِیُّ کَانَ فَقِیْهًا صَاحِبَ السُّنَّةِ جَائِزَ الْحَدِیْثِ۔

اور تقریب میں ان کو صدوق سیئی الحفظ کہا ہے اور "میزان الاعتدال" میں لکھا ہے:

صُدُوْقٌ اِمَامٌ سَیِّئُ الْحِفْظِ وَ قَدْ وُثِّقَ رَوٰی عَنْهُ الشَّعْبِیُّ وَ عَطَاءٌ وَ الْحَکَمُ

اگرچہ تضعیف بھی ان کے علماء سے منقول ہے مگر وجہ ضعف وہی سوء حفظ عارضی ہے فقط' پس جب کہ محمد کا صدوق موثوق' جائز الحدیث ہونا اور عیسیٰ اور حکم سے

راوی ہونا محقق ہے تو احتمال صحت روایت حدیث براء بن عازب کا بھی عیسیٰ اور حکم سے موجود ہے اور بسبب اس کے کہ سوء حفظ ان کو بعد قضاء کے عارض ہوا ہے' تو اخذ وکیع کا اس حدیث کو محمد سے قبل لحوق سوء حفظ کے بھی محتمل صحیح ہے' تو ان دو وجہ سے یہ حدیث احتمال صحت کا رکھتی ہے' اور بوجہ مخالفت روایت حفظ حدیث اور روایت کتاب کے احتمال خطا کا ہے اور یہ اضطراب ہے تو ایسے موقعہ میں اگر حافظ کا یہ اضطراب ہوتا ہے تو رفع اس کا اس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ سب (شیوخ سے اثبات روایت کا مسلم کرتے ہیں کہ احیانا ایک شیخ کا ذکر کیا اور احیانا دوسرے کا۔ چنانچہ بخاری نے روایت قتادہ کا اضطراب اس طرح رفع کیا ہے' ترمذی کے باب مَا يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ میں لکھا ہے:
حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فِي إِسْنَادِهِ اِضْطِرَابٌ اِلٰى اَنْ قَالَ قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا فَقَالَ يَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ قَتَادَةُ رَوٰى عَنْهُمَا جَمِيْعًا

دیکھو! قتادہ کے اضطراب کو کہ کبھی نضر بن انس سے روایت کرنا بیان کیا اور کبھی زید بن ارقم سے' اس طرح رفع کر دیا کہ دونوں سے احتمال روایت ہو سکتا ہے' اب علاوہ ابو داؤد کے جن جن مصنفین محدثین نے حدیث براء بن عازب کو اخذ کیا ہے ان کی عبارت بھی نقل کی جاتی ہے۔ مسند امام احمد میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ پہلے بھی وہ نقل ہو چکا ہے:

ثنا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى اِبْهَامَيْهِ قَرِيْبًا مِنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ فِي الصَّلٰوةِ

ترجمہ: کہا براء بن عازب نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر فرماتے' رفع یدین کرتے' یہاں تک کہ ہم دیکھتے دونوں انگوٹھے کانوں کے نزدیک' پھر اس نماز میں نہ اٹھاتے' اس روایت میں شریک راوی کے بجائے ہشیم ہے کہ راوی یزید کا قبل تغیر یزید کے ہے۔ چنانچہ بیان اس کا ہو چکا۔

اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس طرح ہے:

ثنا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ الْحَكَمِ وَ عِيسٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ لاَ يَرْفَعُهُمَا حَتّٰى يَفْرُغَ۔

ترجمہ بدستور سابق ہے' اور موافق روایت ابوداؤد و رسالہ "رفع الیدین" امام بخاری سب رجال اس کے ثقہ ہیں اور امام طحاوی نے شرح "معانی الاثار" میں اس طرح روایت کیا ہے:

ثنا اَبُوْبَكْرَةَ ثنا سُفْيَانُ ثنا يَزِيْدُ بْنُ اَبِي زِيَادٍ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ لِاِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِيْبًا مِنْ شَحْمَتَيْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لاَ يَعُوْدُ۔ ("طحاوی" صفحہ ۱۳۲)

ترجمہ بدستور' وایضاً۔

فِيهِ ثنا ابْنُ اَبِي دَاوٗدَ ثنا عُمَرُ بْنُ عَوْنٍ نا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ عِيسٰى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيهِ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ مثلہ' وایضاً

فِيهِ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ ثنا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى ثنا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ اَخِيهِ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ اَخِيهِ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

اور روایت کیا اس حدیث براء بن عازب کو کئی طرق سے دار قطنی نے اور عبدالرزاق نے جامع میں۔ بخیال اختصار ان کی نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی ہم

نے اس جگہ چار حدیث کی کتابوں اور ایک رسالہ "رفع الیدین" امام بخاری علیہ الرحمہ سے حدیث براء بن عازب کے طریق اسناد کو نقل کیا ہے۔ اگرچہ بعض طرق کے بعض رواۃ ضعیف بھی ہیں مگر بوجہ تعدد طرق اسناد کے قوۃ ہو سکتی ہے۔ کَمَا هُوَ ثَابِتٌ فِیْ اُصُوْلِ الْحَدِیْثِ

بعد ثبوت و توثیق حدیث براء بن عازب کی حدیث عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تائید و تقویت کے لیے بیان کی جاتی ہے۔ کما "تخریج زیلعی" میں:

قَالَ الطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِہٖ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْحَکَمِ عَنْ مِّقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ اِلَّا فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ حِیْنَ یَفْتَتِحُ الصَّلٰوۃَ وَحِیْنَ یَدْخُلُ مَسْجِدَ الْحَرَامِ فَیَنْظُرُ اِلَی الْبَیْتِ وَحِیْنَ یَقُوْمُ عَلَی الصَّفَا وَحِیْنَ یَقُوْمُ عَلَی الْمَرْوَۃِ وَحِیْنَ یَقِفُ مَعَ النَّاسِ عَشِیَّۃَ عَرَفَۃَ وَالْمَقَامِیْنِ وَحِیْنَ یَرْمِی الْجَمْرَۃَ۔

اور امام بخاری نے تعلیقات رسالہ "رفع یدین" میں اس طرح روایت کی ہے:

وَکِیْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْحَکَمِ عَنْ مِّقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ اِلَّا فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَفِیْ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَۃِ وَعِنْدَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَبِعَرَفَاتٍ وَبِجَمْعٍ وَفِی الْمَقَامَیْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَیْنِ۔

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات جگہ۔ جب نماز شروع کرے اور جب خانہ کعبہ میں داخل ہو اور کعبہ کو دیکھے

اور جب صفا اور مروہ پر کھڑا ہو اور جب لوگوں کے ساتھ عرفہ کے دن ڈھلے وقوف کرے اور مزدلفہ میں اور دونوں مقاموں میں وقت رمی جمرہ کے۔

اور حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں معلیقا اس حدیث ابن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث موقوفا بھی منقول ہے اور مرفوعا بھی۔ ہرچند اس روایت پر آئمہ نے کلام کیا ہے مگر چونکہ بطور تائید اس کو نقل کیا ہے کچھ حرج نہیں۔ ثبوت اصلی مدعا کا وہ حدیث سابقا ذکر کر دیا گیا ہے' اور یہ محض تائید کی غرض سے منقول ہوئی ہے۔

تاہم حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے جو اس حدیث پر تین شبہ وارد کیے ہیں' ان کا مختصر جواب دیا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ شعبہ نے کہا ہے کہ حکم نے مقسم سے نہیں سنا مگر چار حدیثیں' اور یہ حدیث ان چار میں سے نہیں۔ لہٰذا مرسل ہے۔

جواب اس شبہ کا علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ ہرچند مرسل امام بخاری کے نزدیک حجت نہ ہو' مگر امام مالک' امام اعظم' امام احمد بن حنبل وغیرہم کے نزدیک حجت ہے' پس مرسل ہونا ان کی دلیل کو کمزور نہیں کرتا۔ شرح صحیح مسلم میں ہے:

وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَحْمَدَ وَأَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُ يُحْتَجُّ بِهِ۔

دوسرا شبہ یہ فرمایا ہے کہ طاؤس اور ابو جمرہ اور عطاء نے ابن عباس کو دیکھا کہ وہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ اس کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ جو طاؤس وغیرہ نے ابن عباس سے رفع یدین کرنا نقل کیا وہ مثبت دوام اس فعل کا نہیں۔ تاکہ عدم رفع کے معارض ہو' ممکن ہے کہ کبھی ابن عباس نے رفع یدین بھی کیا ہو۔ جمہور طرفین' رافعین اور مانعین وجود رفع یا عدم وجوب رفع کے قائل نہیں۔ پس کوئی امر معارض ثابت نہ ہوا' اور یہ جواب مسلمات رافعین سے ہے' کیونکہ جب بروایت مجاہد حضرت عبداللہ بن عمر سے رفع یدین نہ کرنا ثابت ہوا' تو رافعین نے یہی جواب دیا تھا۔ چنانچہ مسک الختام میں نواب صاحب بھوپال فرماتے ہیں:

و جوابش آنست کہ ایں اعتراض وقتے برما
وارد شود کہ ابن عمر را راوی وجوب رفع گوئیم
حالانکہ ایں نمی گوئیم زیرا کہ مجاہد حکایت
فعل ابن عمر کردہ و فعل را عموم نیست چہ وے
نگفتہ کہ ابن عمر گاہی دست نمے بر داشت بلکہ
حکایت نمازی مخصوص کردہ

تیسرا شبہ یہ فرمایا ہے کہ وکیع کی حدیث بلکہ کلمہ انحصار (لا یرفع الا فی ھذہ المواطن) موجود نہیں اور علاوہ ان سات مقامات مذکورہ کے استسقا اور دعا وغیرہا میں بھی حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اٹھانا ثابت ہوا ہے۔ جب حصر اس حدیث میں ثابت نہ ہوا تو جیسے ان مقامات مذکورہ میں رفع کرے، رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت بھی رفع یدین کرے۔

جواب اس شبہ کا علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ بلاشبہ حصر حقیقی مراد نہیں تاکہ تعارض دیگر احادیث کے ساتھ واقع ہو مگر حصر اضافی ضرور ثابت ہے اور جب نماز میں سے بجائے چند مرتبہ رفع کرنے کی صرف ایک جگہ یعنی افتتاح نماز ہی میں رفع کرنے کا ذکر کیا تو اس سے دیگر مقامات رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت کی نفی یقیناً پائے گی۔ کیونکہ نماز جس کا ادا کرنا پانچ مرتبہ رات دن میں فرض ہے۔ اس کے ایک قسم کے حکم کو جو تین جگہ ایک ہی رکعت میں اور ہر رکعت میں کرنا چاہو ایک جگہ تو بتلا دینا اور دو جگہ چھوڑ دینا خلاف قیاس ہے اور عادات مجتہدین صحابہ سے بمراحل دور ہے، ظاہر تو یہی امر ہے۔ آئندہ واللہ اعلم و علمہ اتم۔

چوتھا شبہ مصنف "تنویر العینین" نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں، بلکہ قول ابن عباس ہے۔

جواب اس کا اول تو یہ ہے کہ ہر دو طریق طبرانی اور بخاری سے مرفوع ہونا اس کا ثابت ہے جیسا کہ الفاظ روایت سے ظاہر ہوا:

فَلَا وَجْهَ لِعَدَمِ كَوْنِهٖ مَرْفُوْعًا -

دوسرا جواب یہ ہے کہ جب قول صحابی ایسا ہو کہ جس میں قیاس کو گنجائش نہ ہو' تو وہ حکم مرفوع کا رکھتا ہے۔ كَمَا هُوَ ثَابِتٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

حدیث ابن عباس کے بعد حدیث عباد بن الزبیر ذکر کی جاتی ہے۔ کما رسالہ "کشف الرین" میں:

عَبَادُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَاتِ اَيْضًا اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الْحَافِظُ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَادِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيْ شَيْئٍ حَتّٰى يَفْرُغَ -

ترجمہ: روایت ہے عباد بن الزبیر سے' تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے شروع نماز میں دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر آخر تک نہ اٹھاتے۔ اس حدیث کے اسناد پر امام دقیق العبد نے کوئی جرح نہیں کی۔ البتہ یہ کہا ہے کہ عباد بن زبیر صحابی نہیں' بلکہ تابعی ہیں' لہٰذا یہ حدیث مرسل ہوئی' متصل نہ رہی۔

جواب اس کا علامہ محمد ہاشم سندی نے یہ دیا ہے کہ حدیث مرسل حنفیوں کے نزدیک مقبول ہے۔ خصوصاً مرسل قرون ثلاثہ' پھر جب کہ تائید کی گئی ہو اور احادیث سے' اقوال مرسل حنفیوں ہی کے نزدیک مقبول نہیں بلکہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور جمہور فقہا کے نزدیک حجت ہیں' پھر کوئی وجہ اعتراض کی نہیں۔ کما مر۔

تنبیہ

یہاں تک پانچ احادیث کہ جن میں ایک مرسل ہے اور چار متصل' مرفوع ہیں۔ چار

صحابہ (عبداللہ بن مسعود' براء بن عازب' عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن عباس) کی مذکور ہوئیں۔ علاوہ دیگر کتب احادیث کے جن کی عبارتیں منقول ہوئیں۔ خود امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں ان چاروں کو روایت کیا ہے اور کسی کو ان میں سے موضوع نہیں کہا' اور نہ کسی راوی کو متہم با لکذب یا مستور الحال فرمایا۔ البتہ حسب قاعدہ فن حدیث کچھ کچھ جرح ہر ایک کی اسناد پر فرمائی' جس کو علماء حنفیہ نے فن حدیث ہی کے قاعدہ سے اٹھا دیا ہے' خصوصاً حدیثین اولین پر سے کسی جرح کو باقی نہیں رہنے دیا' جو منصف طبیعت ہیں' وہ خود انصاف کر کے دل میں فیصلہ کر لیں۔

آثار صحابہ

اثر ابن عمرؓ امام محمد رحمتہ اللہ علیہ "موطا" میں فرماتے ہیں:

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ فِىْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةِ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَ لَمْ يَرْفَعْهُمَا سِوَاى ذَالِكَ۔

ترجمہ: عبدالعزیز بن حکیم کہتے ہیں دیکھا میں نے ابن عمر کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ کانوں تک اول تکبیر پر شروع نماز میں اور اس کے سوا نہیں اٹھاتے تھے۔

اور امام طحاوی "شرح معانی الآثار" میں حضرت ابن عمر سے یہی روایت دوسرے طریق اسناد سے نقل کرتے ہیں۔ عبارت بلفظہ یہ ہے:

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ دَاوٗدَ قَالَ ثنا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثنا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حَصِيْنٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَّرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِى التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ۔

ترجمہ: مجاہد کہتے ہیں نماز پڑھی میں نے پیچھے ابن عمر کے' پس نہیں اٹھاتے تھے

ہاتھ مگر نماز کے پہلی تکبیر میں"۔

اس دوسرے اسناد مجاہد کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی رسالہ "رفع الیدین" میں نقل کیا ہے مگر تین جرح وارد کی ہیں۔ ایک یہ کہ مجاہد سے لیث نے نقل کیا کہ وہ رفع یدین کرتے تھے اور یہ محفوظ تر ہے۔ دوسرے یہ کہ صدقہ نے کہا ہے کہ جس نے حدیث مجاہد ابن عمر سے رفع یدین نہ کرنے میں نقل کی اس کا حافظہ آخر میں متغیر ہو گیا تھا۔ تیسرے یہ کہ طاؤس اور سالم اور نافع اور ابا الزبیر اور محارب بن دثار وغیرہم نے کہا ہے (کہ دیکھا ہم نے ابن عمر کو رفع یدین کرتے وقت تکبیر اولیٰ اور رکوع کے۔ عبارت امام ممدوح کے رسالہ کی یہ ہے:

وَالَّذِیْ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ رَاَیْتُ بْنَ عَیَّاشٍ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ مَا رَاَیْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَةِ الْاُوْلٰی فَقَدْ خُوْلِفَ فِیْ ذَالِکَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ وَکِیْعٌ عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ صَبِیْحٍ قَالَ رَئَیْتُ مُجَاهِدًا یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَقَالَ جَرِیْرٌ عَنْ لَیْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ وَهٰذَا اَحْفَظُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ صَدَقَةُ اِنَّ الَّذِیْ یَرْوِیْ حَدِیْثَ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّهٗ لَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ التَّکْبِیْرَةِ کَانَ صَاحِبُهٗ فَقَدْ تَغَیَّرَ بِاٰخِرِهٖ وَالَّذِیْ رَوَاهُ الرَّبِیْعُ وَلَیْثُ اَوْلٰی مَعَ اَنَّ طَاؤُسًا وَسَالِمًا وَنَافِعًا وَاَبَا الزُّبَیْرِ وَمُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ وَغَیْرَهُمْ قَالُوْا رَاَیْنَا ابْنَ عُمَرَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا کَبَّرَ وَاِذَا رَکَعَ۔

اول جرح کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ اگر خود مجاہد کا رفع یدین کرنا ثابت ہو تو یہ امر ان کے واسطہ سے' روایت عدم رفع کو کمزور نہیں کرتا جیسا کہ امام مالک

حضرت ابن عمر سے بواسطہ نافع (جو نہایت درجہ قوی اسناد ہے) حدیث رفع یدین کی روایت کرتے ہیں اور موافق مشہور روایت خود اس کے عامل نہیں۔ کما سیجئی۔

دوسرے جرح کا جواب یہ ہے کہ اگر راوی عن المجاہد متغیر الحافظ ثابت ہوا جس سے یہ اسناد کمزور ہو گئی، تو دوسرا طریقہ اسناد حدیث ہذا جو موطا امام محمد سے نقل ہوا، اس زقوی کرتا ہے۔

تیسرے جرح کا جواب یہ ہے کہ طاؤس اور سالم اور نافع وغیرہم نے حضرت ابن عمر سے بے شک رفع یدین کرنا نقل کیا مگر مداومت اس عمل کی نہیں کی۔ اسی طرح مجاہد اور عبدالعزیز بن حکیم رفع یدین نہ کرنا حضرت ابن عمر سے نقل کیا۔ لہٰذا ممکن ہے کہ ابتداء میں حضرت ابن عمر نے رفع یدین کیا ہوگا جس کو طاؤس وغیرہ نے دیکھا اور جب بعد میں رفع یدین نہ کرنا ثابت ہوا تو ترک کر دیا ہوگا جس کو مجاہد اور عبدالعزیز بن حکیم نے روایت کیا ہے۔

اور امام طحاوی کے نزدیک یہ ترک رفع یدین کرنا ابن عمر کا منسوخیت رفع یدین کا قرینہ ہے:

حَيْثُ قَالَ فِي الطَّحَاوِيْ فَإِنْ قَالَ فَإِنَّ طَاؤُسًا قَدْ ذَكَرَ اَنَّهُ رَاٰى ابْنَ عُمَرَ يَفْعَلُ مَا يُوَافِقُ مَا رَوٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَالِكَ قِيْلَ لَهُمْ فَقَدْ ذَكَرَ ذَالِكَ طَاؤُسٌ وَ قَدْ خَالَفَهُ مُجَاهِدٌ فَقَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ ابْنَ عُمَرَ فَعَلَ مَا رَاٰهُ طَاؤُسٌ يَفْعَلُهُ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ عِنْدَهُ الْحُجَّةُ بِنَسْخِهٖ ثُمَّ قَامَتْ عِنْدَهُ الْحُجَّةُ بِنَسْخِهٖ وَ تَرَكَهُ وَ فَعَلَ مَا ذَكَرَهُ عَنْهُ مُجَاهِدٌ۔ هٰكَذَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَحْمِلَ مَا رَوٰى عَنْهُمْ وَ يَنْفِيَ عَنْهُ الْوَهْمُ حَتّٰى يَتَحَقَّقَ ذَالِكَ وَاِلَّا سَقَطَ اَكْثَرُ الرِّوَايَاتِ۔

اثر علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ

عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبِ الْجَرْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَئَيْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيْمَا سِوَاى ذَالِكَ۔

ترجمہ: روایت ہے کلیب بن شہاب تابعی سے کہا دیکھا میں نے علی بن ابی طالب کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ تکبیر اولی میں فرض نماز سے اور نہیں اٹھاتے تھے سوائے اس کے"۔

اور امام طحاوی نے اثر ہذا کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے:

فَاِنَّ اَبَابَكْرَةَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثنا اَبُوْ اَحْمَدَ قَالَ ثنا اَبُوْبَكْرِ النَّهْشَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ۔

ترجمہ: تحقیق علی رضی اللہ تعالی عنہ نماز کی اول تکبیر میں دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ پھر اس کے بعد نہیں اٹھاتے تھے۔

"تخریج زیلعی" میں لکھا ہے کہ یہ اثر صحیح ہے اور دار قطنی نے بھی اس اثر کی موقوفا تصویب کی ہے، البتہ مرفوع ہونے میں کلام کی ہے۔

ان دونوں اسنادوں پر رافضین کی جانب سے اگر یہ شبہ واقع ہو کہ دونوں کا مدار عاصم پر ہے اور وہ متکلم فیہ ہے تو جواب اس کا مفصلا گزر چکا کہ عاصم بن کلیب رجال مسلم اور سنن اربعہ سے ہیں۔ امام بخاری نے بھی تعلیقا ان سے اخذ کیا ہے۔

تنبیہ: امام محمد کا روایت کرنا جو مجتہدین اربعہ کے قریب قریب درجہ میں شمار کیے جاتے ہیں اور امام مالک کے علم حدیث میں شاگرد، امام شافعی کے استاذ، امام احمد بن حنبل کے استاذ الاستاذ ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب مصفی میں شاگردان امام مالک کی نسبت فرماتے ہیں:

و از مجتہدین شافعی و محمد بن الحسن بلا واسطہ و احمد عن عبدالرحمن بن مہدی و جماعات عنہ و

ابو یوسف عن رجل عنه) فوائد البہیہ میں ہے و طلب الحدیث و سمع عن مسعر و مالک والاوزاعی و الثوری) شرح موطا میں فاضل لکھنوی نے امام شافعی کا شاگرد ہونا اور امام محمد سے علوم پڑھنا بحوالہ کتب شافعیہ مثلاً "تہذیب الاسماء نووی، ولسان المیزان ابن حجر" وغیرہ سے ثابت کر کے اس کی تکذیب کر دی ہے جو "منہاج السنہ" میں علامہ ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے اور جس کو حضرات غیر مقلدین شائع کرتے ہیں۔ غرض ایسے امام کا ایسی حدیث کو روایت کرنا اس کے قوی ہونے پر دلالت کرتا ہے، اگرچہ بعض راوی اس کے بعض آئمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہوں مگر اس سے فی الواقع ضعیف ہونا ان کا لازم نہیں آتا۔ مثلاً امام مسلم کے ۶۲۵ مشائخ ایسے ہیں جن کو امام بخاری نے معتمد خیال نہیں کیا۔ ان مشائخ کے واسطہ سے جس قدر احادیث امام مسلم نے روایت کیں امام بخاری کے نزدیک ضعیف ہیں اور امام بخاری کے ۴۳۴ مشائخ ایسے ہیں جن کو امام مسلم نے معتبر نہیں سمجھا اور ان سے جو روایت امام نے لیں، امام مسلم کے نزدیک لائق حجت نہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مقدمہ صحیح مسلم میں وجہ اختلاف فیما بین محدثین علامہ جلال الدین سیوطی کے حوالہ سے اس طرح نقل فرماتے ہیں:

وشیخ جلال الدین رحمتہ اللہ علیہ گفتہ ازین جہت است کہ مسلم اخراج احادیث کرد از ششصد و بست و پنج (۶۲۵) کس از شیوخ کہ احتجاج نہ کرد باحادیث ایشان امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ و امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ برآورد احادیث چار صدوسی و چار (۴۳۴) تن از مشائخ کہ اعتبار نہ کرد احادیث ایشان را امام مسلم، شیخ محی الدین نووی رحمتہ اللہ علیہ فرمود کہ ہمیں سبب یعنے اطلاع بعضے بر احوال رواہ و عدم اطلاع بعضے غالبتر است در

وقوع اختلاف از صحت احادیث چنانچہ باشد در راویان حدیث نہ آنکہ اختلاف باشد در تحقیق شروط در و مانند ابو الزبیر مکی یا سہل بن ابی الصلاح یا علاء بن عبدالرحمن یا حماد بن سلمہ کہ مسلم ایشان را وثوق کردہ برخلاف بخاری (ازیں وجہ دریں قسم حدیث گفتہ میشود کہ ھذا صحیح علی شرط مسلم و لیس بصحیح علی شرط البخاری و ہمیں است حال بخاری در اخراج حدیث از عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما و اسحاق بن محمد فروی بفتح فاو سکون را و عمر بن مرزوق و غیر ایشان بخلاف مسلم کہ اخراج حدیث ایشان نہ کردہ' انتہی فافہم۔

اس جگہ یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً رکوع و سجود رفع یدین کرنا جو مروی ہے وہ اس کے معارض ہے) جواب اس شبہ کا حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح دیا ہے کہ اگر وہ حدیث مرفوع صحیح ہو تو پھر حضرت علی کا باوجود روایت کرنے کے ترک رفع کرنا ان کے نزدیک نسخ ہو جانے کی دلیل ہے۔ عبارت بلفظہ یہ ہے:

فَاِنَّ عَلِیًّا لَمْ یَکُ ... علیہ وسلم کا رفع یدین ... صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ ثُمَّ یَتْرُکُ ھُوَ الرَّفْعَ ... اِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَہٗ نَسْخُ الرَّفْعِ۔

اور روایت کیا اس اثر علی کرم اللہ وجہہ کو امام بخاری نے اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں اور اسناد پر کوئی جرح نہیں کی مگر باعتبار قاعدۂ معارضہ نفی و اثبات' اثبات کو ترجیح دی ہے اور اس کی تحقیق آگے آئے گی' انشاء اللہ تعالیٰ۔

اثر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام طحاوی فرماتے ہیں

وَقَدْ رَوٰی مِثْلَ ذَالِکَ اَیْضًا عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَمَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاؤدَ قَالَ ثنا الْحَمَانِی قَالَ ثنا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَیَّاشٍ عَنْ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ الْجَبْرِ عَنِ الزُّبَیْرِبْنِ عَدِیٍّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ قَالَ رَاَیْتُ اِبْرَاهِیْمَ وَالشَّعْبِیَّ یَفْعَلَانِ ذَالِکَ

ترجمہ ''روایت ہے اسود سے' کہا دیکھا میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھاتے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں' پھر نہ اٹھاتے' کہا راوی نے' دیکھا میں نے ابراہیم اور شعبی کو کہ وہ بھی ایسا کرتے تھے (یعنی تکبیر اولیٰ کے سوائے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے اور تائید کردی اس اسناد طحاوی کی روایت ابن ابی شیبہ نے' الفاظ اس کے یہ ہیں''

ثنا ابْنُ اٰدَمَ عَنِ بْنِ عَیَّاشٍ عَنْ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ الْجَبْرِ عَنْ زُبَیْرِبْنِ عَدِیٍّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ صَلٰوتِہٖ اِلَّا حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ

ترجمہ ''کہا اسود نے تمام نماز پڑھی میں نے ساتھ' عمر بن الخطاب کے' پس نہ اٹھائے انہوں نے دونوں ہاتھ کسی موقع نماز میں' مگر اس وقت جبکہ شروع کیا نماز کو اور دار قطنی میں بھی اس اثر کو روایت کیا ہے' اثر ہذا کی صحت اسناد کا دارومدار حسن بن عیاش پر ہے' اور حسن بن عیاش رجال مسلم و ترمذی سے ہیں)

تقریب میں ہے:

اَلْحَسَنُ بْنُ عَيَّاشٍ بِسَحْنَابِيَّةٍ ثُمَّ مُعْجَمَةٌ ابْنُ سَالِمٍ الْاَسَدِيُّ اَبُوْ مُحَمَّدِنِ الْكُوْفِيُّ اَخُوْ اَبُوْ بَكْرِ الْمُقْرِئِ صَدُوْقٌ مِّنَ الثَّانِيَةِ

اور امام طحاوی اسی موقع پر فرماتے ہیں

وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ لِاَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَيَّاشٍ وَاِنْ كَانَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اِنَّمَا دَارَ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ ثِقَةٌ حُجَّةٌ قَدْ ذَكَرَ ذَالِكَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَغَيْرِهٖ

اس کے بعد فرماتے ہیں

اَفَتَرَاى عُمَرَ الْخَطَّابَ خَفِيَ عَلَيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِى الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَعَلِمَ ذَالِكَ مَنْ دُوْنَهٗ وَمَنْ هُوَ مَعَهٗ يَرَاهُ يَفْعَلُ غَيْرَ مَارَاى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثُمَّ لَا يُنْكِرُ ذَالِكَ عَلَيْهِ هٰذَا عِنْدَنَا مُحَالٌ وَفِعْلُ عُمَرَ هٰذَا وَتَرْكُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهُ عَلٰى ذَالِكَ دَلِيْلٌ صَحِيْحٌ اَنَّ ذَالِكَ هُوَ الْحَقُّ الَّذِىْ لَا يَنْبَغِىْ لِاَحَدٍ خِلَافُهٗ

ترجمہ "کیا تو دیکھتا ہے (اے مخاطب) اس امر کو کہ پوشیدہ رہے عمر بن الخطاب پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا رکوع اور سجدہ میں اور دوسروں کو معلوم ہو جائے اور جبکہ حضرت عمر کے ہمراہی (یعنی صحابہ) حضرت عمر کو ایسا کرتے دیکھیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا' پھر منع نہ کریں' یہ امر ہمارے نزدیک محال ہے) غرض حضرت عمر کا رفع یدین نہ کرنا اور صحابہ کا اس پر انکار نہ کرنا صحیح دلیل اس امر کی ہے کہ یہ (یعنی رکوع و سجود میں رفع یدین نہ کرنا) حق ہے' کسی کو اس کے خلاف کرنا مناسب نہیں

دار قطنی میں اس طرح روایت کیا ہے:

ثنا اَبُوْ عُثْمَانَ سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ الْخَيَّاطُ وَ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عِيْسَى بْنِ اَبِيْ حَيَّةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اَبِيْ اِسْرَائِيْلَ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمَا اِلَّا عِنْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى فِيْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

ترجمہ: "روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا نماز پڑھی میں نے ساتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ پس نہیں ہاتھ اٹھائے ان دونوں نے مگر وقت تکبیر اولیٰ کے شروع نماز میں (اس روایت دار قطنی کے اسناد میں محمد بن جابر واقع ہے جس کو ضعیف کیا بعض علماء نے اور جن بعض نے ان کی حدیث کو بے دلیل موضوع کہہ دیا یہ تحکم بحث ہے، محمد بن جابر وضاعین سے نہیں (توثیق کی ان کی اسحاق بن اسرائیل نے اور روایت کی ان سے شعبہ، ثوری، ابن عُیَیْنَہ وغیرہم نے، اور یہ محمد بن جابر روات ابو داؤد، ابن ماجہ سے ہیں اور اسی اسناد کے ساتھ روایت ہذا کو ابن عدی نے بھی لیا ہے، چنانچہ "فتح القدیر" میں ہے۔

وَاَخْرَجَ الدَّارَقُطْنِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ اِلَّا عِنْدَ اسْتِفْتَاحِ الصَّلٰوةِ وَاعْتَرَفَ الدَّارَقُطْنِيُّ

تَصْوِيْبَ اِرْسَالِ اِبْرَاهِيْمَ اِيَّاهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَتَضْعِيْفَ ابْنَ جَابِرٍ وَقَوْلُ الْحَاكِمِ فِيْهِ (اَحْسَنُ مَا قِيْلَ فِيْهِ اِنَّهُ يَسْرِقُ الْحَدِيْثَ مِنْ كُلِّ مَنْ يُذَاكِرُهُ) مَمْنُوْعٌ قَالَ الشَّيْخُ فِي الْاِمَامِ الْعِلْمُ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ مُتَعَذِّرٌ وَ اَحْسَنَ مِنْ ذَالِكَ قَوْلَ ابْنِ عَدِيٍّ كَانَ اِسْحَاقُ بْنُ اِسْرَائِيْلَ يُفَضِّلُ مُحَمَّدَ بْنَ جَابِرٍ عَلٰى جَمَاعَةٍ هُمْ اَفْضَلُ مِنْهُ وَاَوْثَقُ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ مِنَ الْكِبَارِ اَيُّوْبُ وَابْنُ عَوْنٍ وَهِشَامُ ابْنُ غَسَّانَ وَالثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُمْ وَلَوْ لَا اَنَّهُ فِي الْمَحَلِّ الرَّفِيْعِ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ هٰؤُلَاءِ۔

اور تخریج زیلعی میں ہے۔

اَخْرَجَهُ الدَّارُقُطْنِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهِمَا وَابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ

حاصل کلام یہ ہے کہ محمد بن جابر کو جس نے ضعیف بتلایا' یہ مسلم نہیں ہے بلکہ یہ ثقہ یں' اور اگر اس تضعیف بعض کو تسلیم بھی کیا جائے تو جو احادیث پہلے صحیح ہو چکیں' شاہد (گواہ) س کے ہیں اور اسی طرح طریق اسناد اثر حضرت عمر اس کا شاہد ہے' کما مر۔

اثر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام طحاوی اس طرح روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِي افْتِتَاحِ

الصَّلٰوةِ

ترجمہ "روایت ہے ابراہیم سے کہ عبداللہ بن مسعود نہیں اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ کسی جگہ نماز میں سوائے افتتاح کے (یعنی تکبیر تحریمہ کے) اور امام محمد نے اثر ہذا کو بواسطہ امام ثور روایت کیا ہے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا الثَّوْرِیُّ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ

اس اثر کی اسناد میں یہ کلام ہے کہ یہ متصل نہیں یعنی ابراہیم نخعی نے بلاواسطہ عبداللہ بن مسعود سے نہیں سنا' جیسا کہ اسناد میں ہے۔ جواب اس کا امام طحاوی نے یہ دیا ہے کہ ابراہیم نخعی کسی اسناد کو عبداللہ بن مسعود سے مرسل نہیں کرتے تھے' مگر عبداللہ بن مسعود سے اس روایت کے متواتر ہونے کے بعد سے' چنانچہ ایک مرتبہ اعمش نے ابراہیم سے کہا' جب تم میری حدیث بیان کرو' اس کی پوری اسناد ذکر کرو' ابراہیم نے جواب دیا جب میں تیرے سے کہوں کہ عبداللہ نے ایسا کہا اس وقت کہوں گا جب ایک جماعت نے عبداللہ سے میرے سامنے روایت کی ہوگی اور جب میں یہ کہوں گا کہ فلاں شخص نے عبداللہ سے روایت کی' تب میں نے خاص اسی شخص سے سنا ہو گا' عبارت بلفظہ امام کی یہ ہے۔

فَاِنْ قَالُوْا مَاذَكَرْتُمُوْهُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ غَيْرُ مُتَّصِلٍ قِيْلَ لَهُمْ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ اِذَا اَرْسَلَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ لَمْ يُرْسِلْهُ اِلَّا بَعْدَ صِحَّتِهٖ عِنْدَهٗ وَتَوَاتُرُ الرِّوَايَةِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَدْ قَالَ لَهُ الْاَعْمَشُ اِذَا حَدَّثْتَنِيْ فَاَسْنِدْ فَقَالَ اِذَا قُلْتُ لَكَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَلَمْ اَقُلْ ذَالِكَ حَتّٰى حَدَّثَنِيْهِ جَمَاعَةٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَاِذَا قُلْتُ حَدَّثَنِيْ فُلَانٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ فَهُوَ الَّذِیْ حَدَّثَنِیْ حَدَّثَنَا بِذَالِكَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ وَبِشْرُبْنُ عُمَرَ شَكَّ اَبُوْ جَعْفَرٍ

عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِذَالِكَ۔

اب چند آثار وہ ذکر کئے جاتے ہیں جو مصنف ابن ابی شیبہ میں جلیل القدر صحابہ و تابعین سے روایت کی گئی ہیں اگرچہ بعض ان کی سابق بھی نقل ہو چکی ہیں مگر چونکہ ترجمہ سب کا ایک ہی ہے اور پہلے متعدد مقامات پر لکھا گیا ہے اس واسطے اب جدا جدا ترجمہ کرنا لاحاصل سمجھ کر عبارت بلفظہ نقل کی جاتی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ التَّكْبِيْرَةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا ○ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُطَابَ النَّهْشَلِيِّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ ○ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ وَمُغِيْرَةُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا كَبَّرْتَ فِيْ فَاتِحَةِ الصَّلٰوةِ فَارْفَعْ يَدَيْكَ ثُمَّ لَا تَرْفَعْهُمَا فِيْمَا بَقِيَ ○ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ عَلِيٍّ لَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا فِيْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ قَالَ وَكِيْعٌ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ ○ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ وَمُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَا تَرْفَعْ يَدَيْكَ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِي الْاِفْتِتَاحَةِ الْاُوْلٰى ○ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ خَيْثَمَةَ وَاِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَا لَا يَرْفَعَانِ اَيْدِيَهُمَا اِلَّا فِيْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ ○ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ كَانَ قَيْسٌ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اَوَّلَ مَا يَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا ○ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُسْلِمٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ كَانَ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى يَرْفَعُ يَدَيْهِ اَوَّلَ

شَيْئٍ اِذَا كَبَّرَ ○ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ ○ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ اَنَّهُمَا كَانَا يَرْفَعَانِ اَيْدِيَهُمَا اِذَا افْتَتَحَا ثُمَّ لَا يَعُوْدَانِ ○ حَدَّثَنَا ابْنُ اٰدَمَ عَنْ حَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْحُجْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِيْ شَيْئٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ وَرَأَيْتُ الشَّعْبِيَّ وَاِبْرَاهِيْمَ وَاَبَا اِسْحَاقَ لَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا حِيْنَ يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ۔

یہ گیارہ اثر ہیں منجملہ گیارہ کے تین اثر صحابیؓ۔ عمرؓ وابن عمرؓ و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اور آٹھ اثر تابعین کے ہیں' اسناد ہر ایک کی قوی ہے انصاف والے کے لئے ثبوت مدعا یعنی رفع یدین رکوع و سجود کے وقت نہ کرنے میں یہی کافی ہیں۔ اب وہ شبہات ذکر کئے جاتے ہیں جو آجکل زبان عوام اور موجب سوء ظنی نسبت علماء کرام ہیں۔

شبہ اولی: یہ کہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے چونکہ احادیث رفع مثبت اور احادیث عدم رفع نافی ہیں اس واسطے احادیث رفع راجح اور احادیث عدم رفع مرجوح ہیں۔

جواب: اس کا یہ ہے کہ اثبات نفی پر وہاں مقدم ہوتا ہے کہ علم راوی نفی کو محیط نہ ہو اور اگر علم راوی نفی کو محیط ہو تو اس وقت اثبات و نفی دونوں برابر ہیں اور اس جگہ ایسا ہی ہے کہ عدم رفع بھی مثل رفع کے شاہد و معلوم ہے لہٰذا علم ابن مسعودؓ اس عدم رفع کو محیط ہے اور وہ سابقین اولین صحابہ میں سے ہیں کہ ہر وقت بارگاہ عالی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہونے والوں' پانچوں نمازوں میں اقتدا کرنے والوں میں سے ہیں کما مر۔ علامہ محمد ہاشم اپنے رسالے میں اس سوال و جواب کو ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

اَلثَّانِيْ: اِنَّ الْاِثْبَاتَ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّفْيِ قُلْنَا نَعَمْ لٰكِنْ

اِنَّمَا ذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَكُنِ النَّفْىُ مِمَّا يُحِيطُ بِهٖ عِلْمُ الرَّاوِىْ فَاِنْ كَانَ يُحِيطُ بِهٖ كَمَا فِيْمَا نَحْنُ فِيْهِ فَالْاِثْبَاتُ وَالنَّفْىُ سَوَاءٌ وَلَا شَكَّ اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ مِنَ السَّابِقِيْنَ اِلَى الْاِسْلَامِ مُلَازِمًا لِصُحْبَةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ لَا يَكَادُ يُفَارِقُهٗ اِلَّا نَادِرًا حَتّٰى كَانَ يُظَنُّ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْتَدِىْ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَكَيْفَ لَا يُحِيطُ عِلْمُهٗ بِهٰذَا النَّفْىِ

دوسرا جواب: یہ ہے کہ عدم رفع یدین (عبارت سکون سے ہے) اور رفع یدین مراد عدم سکون سے ہے' لہٰذا فی الواقع عدم رفع یدین وجودی اور رفع یدین عدمی ہے' اگر لفظ عدمی سے سکون فی الصلوۃ کو تعبیر کر دیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فی الواقع بھی عدمی ہو جائے' دلیل ہماری اس دعویٰ کی نص شارع علیہ الصلوۃ والسلام ہے عدم رفع یدین کی نسبت (خواہ عدم رفع یدین وقت سلام مراد ہو یا عام ہو) یہ ارشاد فرمایا اسکنوا فی الصلوہ جس سے وجودی ہونا عدم رفع کا ثابت ہو گیا' اب اس کے مقابل یعنی رفع یدین کا اسی نص سے عدمی ہونا یعنی عدم سکون کہلانا ثابت ہوا۔ فَانْقَلَبَ الْمُدَّعٰى وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى هٰذَا

ف دوسرا شبہ: یہ کرتے ہیں کہ احادیث عبداللہ بن مسعود وغیرہ جن سے عدم رفع یدین ثابت ہوتا ہے احادیث رفع یدین کے معارض نہیں ہو سکتیں کیونکہ احادیث اول الذکر سنن میں ہیں اور احادیث رفع یدین صحیحین میں اور امر متفق علیہ ہے کہ احادیث صحیحین احتجاج میں احادیث سنن وغیرہ پر مقدم سمجھی جاتی ہیں۔

جواب: اس شبہ کا علامہ محمد ہاشم سندی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ اگرچہ کوئی حدیث عدم رفع کی صحیحین میں نہیں مگر جب سند بعض کے موافق شرط صحیحین کے ہے یعنی جو رواۃ صحیحین کے ہیں' وہی اس حدیث کی سند میں واقع ہیں تو پھر زیادہ صحیح کہنا حدیث صحیحین کو حدیث مذکور

سے دعویٰ بلا دلیل ہے۔ ایسا ہی کہا ہے امام ابن ہمام نے تحریر الاصول میں اور صاحب التیسر نے شرح تحریر میں۔ عبارت بلفظہ علامہ موصوف کی یہ ہے۔

قُلْنَا اَحَادِيْثُ النَّفْيِ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ فِيْهِمَا اِلَّا اَنَّ بَعْضَهَا ثَابِتٌ عَلٰى شَرْطِهِمَا وَقَدْ قَالَ ابْنُ الْهُمَّامِ فِيْ تَحْرِيْرِ الْاُصُوْلِ اِنَّ الْقَوْلَ يَكُوْنَ مَا فِي الصَّحِيْحَيْنِ رَاجِحًا عَلٰى مَارُوِيَ بِرِجَالِهِمَا فِيْ غَيْرِهِمَا اَيْ فِيْ غَيْرِ الصَّحِيْحَيْنِ اِذَا تَحَقَّقَ فِيْهِ شَرْطُهُمَا اَيِ الصَّحِيْحَيْنِ بَعْدَ ثِقَةِ اِمَامِهٖ وَصِحَّةِ الْمَخْرَجِ تَحَكُّمٌ اِنْتَهٰى وَقَالَ صَاحِبُ التَّيْسِيْرِ شَرْحُ التَّحْرِيْرِ وَهُوَ اَيْ اَلتَّحَكُّمُ اَمْرٌ ظَاهِرٌ انتهى

دوسرا جواب یہ ہے کہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ نہیں لایا میں اس کتاب یعنی (صحیح بخاری) مگر حدیث صحیح اور بہت سی احادیث صحیحہ میں نے چھوڑ دیں اور اسی کے قریب امام مسلم نے فرمایا ہے' چنانچہ محدث دہلوی مقدمہ مشکوٰۃ میں نقل فرماتے ہیں

اَلْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ لَمْ تَنْحَصِرْ فِيْ صَحِيْحَيِ الْبُخَارِيْ وَمُسْلِمٍ لَمْ يَسْتَوْعِبَا الصِّحَاحَ كُلَّهَا بَلْ هُمَا مُنْحَصِرَانِ فِي الصِّحَاحِ وَالصِّحَاحُ الَّتِيْ عِنْدَهُمَا وَعَلٰى شَرْطِهِمَا اَيْضًا لَمْ يُوْرِدَاهُمَا فِيْ كِتَابَيْهِمَا فَضْلًا عَمَّا عِنْدَ غَيْرِهِمَا قَالَ الْبُخَارِيْ مَا اَوْرَدْتُّ فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا اِلَّا مَاصَحَّ وَلَقَدْ تَرَكْتُ كَثِيْرًا مِّنَ الصِّحَاحِ وَقَالَ مُسْلِمٌ اَلَّذِيْ اَوْرَدْتُّ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْاَحَادِيْثِ صَحِيْحٌ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ مَا تَرَكْتُ ضَعِيْفٌ انتهى

غرض اجب امام بخاری اور امام مسلم نے علاوہ احادیث مندرجہ صحیحین کے دیگر احادیث صحاح کا اقرار کر لیا تو پھر درصورت "جید ہوتے اسناد کے" انکار صحت کرنے کی اور بے دلیل

حکم مرجوحیت لگانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ امر متفق علیہ ہی مانا جائے کہ احادیث صحیحین بہ نسبت احادیث سنن اربعہ وغیرہا کے ہر ایک موقع پر راجح ہیں تب بھی اس سے ان احادیث پر ترجیح ثابت نہیں ہوتی جن کو امام اعظم اور صاحبین یا امام مالک نے صحیح اور قوی سمجھ کر عمل کیا ہے کیونکہ ان مجتہدین کے اساتذہ اور مشائخ تابعین تھے' مابین ان بزرگان اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جس قدر وسائط ہیں وہ سب تابعین ہیں۔ غرض اے یہ حضرات خیرالقرون میں داخل ہیں جن کی عدالت کی شہادت شارع علیہ السلام نے فرمادی ہے اور بزرگان دین مصنفین صحاح ستہ خیرالقرون کے بعد ہیں فاین ھذا من ذالک۔

امام ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔

اِنَّا نَعْلَمُ اَنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ وَاَتْبَاعَهٗ عَارِضُوا الْاَحَادِيْثَ عَلَى الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَتَتَبَّعُوْا وَتَحَفَّظُوْا مِنْهُمْ فَمَا اعْتَمَدُوْهُ وَاسْنَدُوْهُ بِاعْتِبَارِ الرِّوَايَاتِ وَالْاَسْنَادِ فَمَقْبُوْلٌ وَمَضْبُوْطٌ لِقُرْبِهِمْ زَمَانَ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ بِخِلَافِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ لِاَنَّهُمَا بَعْدَ الْقُرُوْنِ الثَّلَاثِ وَصَارَ النَّاسُ بَعْدَهَا مُخْتَلِفَةَ الْاَحْوَالِ وَظَهَرَ كَثِيْرًا فِيْهِمَا اٰثَارُ الْفِسْقِ وَالْكِذْبِ فَعَلٰى مَنِ اعْتَمَدَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَصَاحِبَاهُ وَتَمَسَّكُوْا بِهَا اَخَذُوا الْحَدِيْثَ مِنْهُمْ۔

حاصل کلام یہ ہے جن بعض رواۃ کو بزرگان صحاح ستہ نے کئی واسطوں سے سن کر ضعیف کہا یا قوی بتلایا ان بعض کو بوجہ ہمعصر ہونے کے ائمہ مجتہدین نے بلاواسطہ دیکھا اور حال معلوم کیا' اگر ثقہ سمجھا' روایت کو لیا ورنہ ترک کیا۔

فَشَتَّانَ مَنْ رَاٰى الْعَيْنَ وَبَيْنَ مَنْ سَمِعَ بِوَاسِطَةٍ اَوْ بِوَاسِطَتَيْنِ۔

تیسرا شبہ: رافعین کی طرف سے یہ ہے کہ احادیث اثبات رفع کثیر ہیں احادیث عدم رفع سے؛ لہٰذا وہ راجح اور یہ قلیل مرجوح ہیں۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ صرف کثرت سے محققین کے نزدیک ترجیح ثابت نہیں ہوتی جبکہ دوسری جانب دیگر احادیث معارض موجود ہوں اگرچہ وہ کم ہوں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک مدعی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں صرف دو گواہ موجود کئے اور اس کے مقابل نے دس گواہ پیش کر دیئے تو یہ دس گواہ والا شخص محققین کے نزدیک بغیر کسی اور قرینہ کے غالب نہیں ہو جائے گا یا کسی حکم میں ایک آیت موجود ہے اور اس کے معارض دو آیتیں وارد ہیں تو ان دو آیتوں سے اس ایک آیت پر ترجیح نہیں ہو گی جب تک کہ حال تقدیم و تاخیر کی تحقیق نہ ہو۔

قَالَ الْعَلَّامَةُ السِّنْدِيُّ فِيْ كَشْفِ الرَّيْنِ ثُمَّ اَنَّهُ رَجَّحَ الشَّافِعِيَّةُ الْقَائِلُوْنَ بِالرَّفْعِ اَحَادِيْثُ اِثْبَاتِ الرَّفْعِ لِوُجُوْهٍ اَلْاَوَّلُ اَنَّ اَحَادِيْثَ اِثْبَاتِ الرَّفْعِ اَكْثَرُ مِنْ اَحَادِيْثِ نَفْيِ الرَّفْعِ وَ لَا عِبْرَةَ بِالْقَلِيْلِ فِيْ جَنْبِ الْكَثِيْرِ قُلْنَا لَيْسَ كَذَالِكَ بَلْ لَا يُرَجَّحُ بِالْكَثْرَةِ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ وَلِهٰذَا قَالُوْا لَا يُرَجَّحُ بِكَثْرَةِ الشُّهُوْدِ فَلَوْ اَقَامَ مُدَّعٍ وَّاحِدٍ شَاهِدَيْنِ وَ اٰخَرُ عَشَرَ شُهُوْدًا فَصَاعِدًا فَكِلَاهُمَا سَوَاءٌ كَذَا الْحُكْمُ الْوَارِدُ فِي الْاٰيَةِ وَ الْاٰيَتَيْنِ وَ الْخَبَرُ الْمَرْوِيُّ عَنْ نَبِيٍّ وَّاحِدٍ نَبِيَّيْنِ وَ عَنْ هٰذَا قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ فِيْ تَحْرِيْرِ الْاُصُوْلِ اَنَّهُ بَطَلَ التَّرْجِيْحُ لِاَحَدِ الْحُكْمَيْنِ الْمُتَعَارِضَيْنِ بِكَثْرَةِ الْاَدِلَّةِ اِنْتَهٰى۔

چوتھا شبہ: رافعین کی جانب سے یہ ہے کہ احادیث رفع یدین پر اکثر ائمہ مجتہدین نے عمل کیا ہے جس سے ترجیح ان احادیث کی ظاہر ہے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اہلسنت و جماعت کے چار امام ہیں، منجملہ ان چاروں کے امام اعظم اور امام مالک (موافق مشہور روایت) احادیث عدم رفع یدین کے عامل ہیں، امام شافعی اور امام

احمد بن حنبل احادیث رفع یدین کے عامل ہیں۔ (شرح صحیح مسلم ص ۱۶۸)

قَالَ الْاِمَامُ النَّوَوِیُّ فِیْ شَرْحِ مُسْلِمٍ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ وَاَصْحَابُهٗ وَجَمَاعَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْکُوْفَةِ لَا یُسْتَحَبُّ فِیْ غَیْرِ تَکْبِیْرَةِ الْاِحْرَامِ وَهُوَ اَشْهَرُ الرِّوَایَاتِ عَنْ مَالِكٍ

پانچواں شبہ: رافعین کی جانب سے یہ ہے کہ حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے احادیث رفع یدین کو طرق متعددہ سے ثابت کیا اور ایک جداگانہ رسالہ میں جمع کیا اور احادیث عدم رفع پر جرح فرما کر ان کو ضعیف بتلایا جب ایسے امام الائمہ فن حدیث رفع یدین کو ترجیح دیں، پھر اس کے راجح اور عدم رفع یدین کے مرجوح ہونے میں کیا شک باقی رہا۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ امام ممدوح نے اپنی تحقیق کے مطابق جو کچھ ان کو ثابت ہوا تھا، لکھا، مگر امام موصوف سے کئی واسطہ پہلے ابراہیم بن قیس، اسود نخعی تابعی جو سب محدثین صحاح ستہ وغیرہم کے نزدیک حفظ و اتقان اور ثقاہت و عدالت میں "مسلم الثبوت" امام ہیں، وہ اسی طرح اپنی تحقیق کے موافق جو ان کو صحابہ اور اجلہ تابعین سے پہنچی عدم رفع کو ترجیح دیتے ہیں، چنانچہ مؤطا امام محمد میں اثر ابراہیم نخعی اس طرح پر ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا حُصَیْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعُمَرُ بْنُ مُرَّةَ عَلَی اِبْرَاهِیْمَ النَّخَعِیِّ قَالَ عُمَرُ حَدَّثَنِیْ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ صَلّٰی مَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰهُ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا کَبَّرَ وَاِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ مَا اُرٰی لَعَلَّهٗ لَمْ یَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ اِلَّا ذٰلِكَ الْیَوْمَ فَحَفِظَ هٰذَا مِنْهُ وَلَمْ یَحْفَظِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَصْحَابُهٗ مَا سَمِعْتُهٗ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اِنَّمَا کَانُوْا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ فِیْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِیْنَ یُکَبِّرُوْنَ۔

ترجمہ: "روایت ہے حصین بن عبد الرحمٰن سے کہا' داخل ہوا میں عمر بن مرہ کے ہمراہ ابراہیم نخعی کے پاس' کہا عمر نے' بیان کیا میرے سے علقمہ بن وائل حضرمی نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے' پس دیکھا حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین فرماتے ہوئے وقت تکبیر تحریمہ اور وقت رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے۔

ابراہیم نے کہا' میں حیران ہوں شاید وائل نے نہیں دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے مگر اس دن' پس اس کو یاد رکھا اور نہ یاد رکھا ہو ابن مسعود اور ان کے اصحاب نے (کہا ابراہیم نے) نہیں سنا میں نے رفع یدین کو کسی سے' سوائے اس کے نہیں کہ وہ رفع یدین کرتے تھے (یعنی صحابہ شروع نماز تکبیر اولیٰ کے وقت)

ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وَلَا اَصْحَابُهٗ اَیْ وَلَا سَائِرَ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا سَمِعْتُهٗ اَیْ هٰذَا الرَّفْعَ الزَّائِدَ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اَیْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا كَانُوْا اَیِ الصَّحَابَةُ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ فِیْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِیْنَ یُكَبِّرُوْنَ اَیِ التَّحْرِیْمَةَ فَقَطْ وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ دَعْوٰی الْاِجْمَاعِ انتهی۔

اور انہیں الفاظ کے قریب روایت کیا اس اثر ابراہیم نخعی کو امام طحاوی و دار قطنی وغیرہ نے' اسناد اس کی صحیح ہے' کوئی راوی مجروح نہیں ہے' چنانچہ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس اثر کو اپنے رسالہ رفع الیدین میں نقل فرما کر کوئی جرح اسناد پر نہیں کی' البتہ یہ فرمایا ہے کہ ابراہیم نخعی کا وائل کی حدیث پر یہ کہنا (کہ شاید حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ رفع یدین کیا ہو گا جس کو وائل نے دیکھا) ابراہیم کا گمان ہے' عبارت بلفظہ امام کے رسالہ کی یہ ہے۔

وَقَالَ وَكِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّهٗ ذُكِرَ لَهٗ

حَدِيْثُ وَائِلِ بْنِ حَجَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا رَكَعَ وَاِذَا سَجَدَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَعَلَّهٗ كَانَ فَعَلَهٗ مَرَّةً وَهٰذَا ظَنٌّ مِّنْهُ

اور ایسا ہی ابوبکر بن عیاش سے امام طحاوی نے نقل کیا' وہ کہتے' میں نے کسی عالم کو نہیں دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہوں سوائے تکبیر اولیٰ کے' عبارت بلفظہ یہ ہے۔

وَلَقَدْ حَدَّثَنِيْ بْنُ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ فَقِيْهًا قَطُّ يَفْعَلُهٗ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ غَيْرِ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى

اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ رفع الیدین میں اپنے مقابل کا "سخت الفاظ مثلاً بدعتی وغیرہ سے" نام لیا ہے اگر کچھ رفع یدین کا ثبوت امام کے نزدیک ہوتا تو' ایسے الفاظ کا استعمال نہ کرتے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ امام اس رسالہ میں تارکین رفع یدین کو ہرگز بدعتی نہیں فرماتے کیونکہ خود ثوری اور وکیع اور ابراہیم نخعی وغیرہم کو تارکین رفع یدین لکھتے ہیں اور یہ سب امام کے مقبولین مشائخین سے ہیں صحابہ اور تابعین کا یہ مشرب ہونا امام ترمذی نے لکھا ہے' لہٰذا امام ممدوح کس طرح تارکین رفع کو بدعتی کہہ سکتے ہیں۔

البتہ بدعتی اس کو کہتے ہیں (جو منکر رفع یدین ہو یعنی کہتا ہو) کہ رفع یدین کا ثبوت ہی حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں اور یہ رفع بدعت منکرہ ہے اور جو شخص بعد تسلیم ثبوت رفع احیاناً وعدم رفع احیاناً پھر رفع یدین کو محتمل النسخ باقتداء فعل وقول صحابہ جانے اور عدم رفع پر بوجہ دیگر احادیث کے راجح جان کر عمل کرے وہ ہرگز ہرگز امام کے نزدیک بدعتی نہیں ورنہ امام کے بہت مشائخ ان کے ہی اقرار سے بدعتی کہلائیں گے' جس سے نہ صرف بخاری بلکہ تمام احادیث کتب صحاح پر سخت جرح واقع ہوگی۔ امام کے رسالہ کا شروع اس طرح پر ہے۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ

الْبُخَارِیُ اَلرَّدُّ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ رَفْعَ الْاَیْدِیْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ۔

اگر امام کو تارکین رفع یدین پر طعن فرمانا ہوتا تو اس طرح فرماتے

اَلرَّدُّ عَلٰی مَنْ لَّا یَرْفَعُ الْاَیْدِیْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ

اور پھر لکھتے لکھتے آخر کار صفحہ ۱۴ رسالہ ہذا میں یہ بھی فرمایا ہے کہ جو رفع یدین کو بدعت کہے، اس نے صحابہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر طعن کیا، کما مر غیر مقلدین زمانے نے کم استعدادی سے منکرین رفع اور تارکین رفع کے ایک معنے سمجھ کر جملہ مقلدین حنفیہ و مالکیہ کے ساتھ جو کہ اہل السنۃ والجماعۃ میں دو ثلث سے زیادہ ہیں۔ بدظنی پیدا کر لی۔

هَدَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَیَفْتَحُ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ

علاوہ ازیں، بعض علماء سلف کا قاعدہ ہے کہ جو امر شرعاً ان کے نزدیک محقق ہو جائے اس میں مقابل کو بوجہ حرارت دینی خود سخت الفاظ سے یاد فرمایا کرتے ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مقابل فی الواقع اس کے مصداق ہوں گے بشرطیکہ ثقاہت و عدالت ان گروہ مقابل کی (ائمہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ میں) مسلم الثبوت ہو۔ مثلاً امام مسلم مقدمہ صحیح مسلم میں بحث حدیث عنعنہ پر امام بخاری و ابن المدینی کی نسبت یہ الفاظ لکھتے ہیں۔

وَقَدْ تَکَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَحِلِی الْحَدِیْثِ مِنْ اَهْلِ عَصْرِنَا فِیْ تَصْحِیْحِ الْاَسَانِیْدِ وَسَقِیْمِهَا بِقَوْلٍ لَوْ اَضْرَبْنَا عَنْ حِکَایَتِهٖ وَذِکْرِ فَسَادِهٖ صَفْحًا لَکَانَ رَأْیًا مَتِیْنًا وَمَذْهَبًا صَحِیْحًا اِذَا الْاِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ الْمُطَّرَحِ اَحْرٰی لِاِمَاتَتِهٖ وَاِخْمَالِ ذِکْرِ قَائِلِهٖ وَاَجْدَرُ اَنْ لَّا یَکُوْنَ تَنْبِیْهًا لِلْجُهَّالِ عَلَیْهِ اِلٰی اٰخِرِ الْعِبَارَۃِ

ترجمہ "اور تحقیق کلام کی ہمارے زمانہ کے بعض منتحلے الحدیث (یعنی جو حدیث نہیں جانتے اور محدث کہلاتے ہیں) نے اسانید کی صحت اور سقم میں ایسی کلام کہ

اگر ہم اس کی حکایت اور فساد سے اعراض کریں یعنی ذکر نہ کریں تو عمدہ رائے اور
مذہب صحیح ہو اس واسطے کہ ایسے قول متروک سے اعراض کرنا ہی لائق ہوتا ہے
تاکہ ایسے قائل کا ذکر مشہور نہ ہو اور جہال سے پوشیدہ ہی رہے۔) اس کے بعد امام
نے دلائل کے ساتھ تردید کرنی شروع کی ہے فافہم وتدبر

اب ہم یہاں سے وجوہات ترجیح عمل ہر احادیث عدم رفع یدین بیان کرتے ہیں۔

وجہ اول یہ کہ عمدہ ترین احادیث رفع یدین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے اور عمدہ ترین احادیث عدم رفع یدین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے اور یہ دونوں متعارض ہیں مگر بعد نظر "دقیق" اول حدث کا مرجوح ہونا اور حدیث ثان کا راجح ہونا ظاہر ہے اولاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود نے بڑے اہتمام سے قوم کے سامنے یہ حدیث سنائی یعنی پہلے جتلا دیا کہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز دکھلاتا ہوں اور پھر سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا۔ اور عبداللہ بن عمر نے معمولی طور پر روایت فرمائی۔ طریق ہذا اور سابق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ثانیاً اس واسطے کہ راوی حدیث یعنی عبداللہ بن عمر سے رفع یدین کا ترک کرنا اسانید جیدہ سے ثابت ہے کمامر اور راوی حدیث ثانی یعنی عبداللہ بن مسعود سے کسی ضعیف اسناد کے ساتھ بھی کسی حدیث کی کتاب میں رفع یدین کرنا منقول نہیں ہوا۔

ثالثاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود کے بعد روایان حدیث عدم رفع اسود اور علقمہ اور ابراہیم نخعی اسی حدیث پر عامل رہے یعنی رفع یدین نہیں کیا اور عبداللہ بن عمر کے بعد (جو روایان حدیث رفع میں اپنے زمانہ کے اعلم امام مالک تھے' وہ رفع یدین کے عامل نہیں ہوئے' كَمَا مَرَّ مِنْ اَشْهُرِ الرِّوَايَاتِ مِنْهُ۔

رابعاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود افقہ ہیں بہ نسبت عبداللہ بن عمر کے جیسا کہ مناظرہ امام اعظم اور امام اوزاعی سے ثابت ہوا۔

خامساً اس واسطے کہ حدیث عبداللہ بن مسعود پر زمانہ صحابہ اور تابعین میں باتفاق اکثر علماء عمل کیا گیا' یہاں تک کہ ابراہیم نخعی نے ایسے الفاظ فرمائے جو دعوے اجماع کے قریب ہیں (یعنی

کہا)

فَمَا سَمِعْتُهُ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اِنَّمَا كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِىْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ يُكَبِّرُوْنَ

اس کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں

فَمَا سَمِعْتُهُ اَىْ هٰذَا الرَّفْعَ الزَّائِدَ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اَىْ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا كَانُوْا اَىْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِىْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ يُكَبِّرُوْنَ اَىْ لِلتَّحْرِيْمَةِ فَقَطْ فَهٰذَا بِمَنْزِلَةِ دَعْوَى الْاِجْمَاعِ

خلاصہ حضرت ابراہیم نخعی کا اثر یہ ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی صحابی سے تکبیر تحریمہ کے سوائے رفع یدین کرنا نہیں سنا' اس پر ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ بمنزلہ دعویٰ اجماع کے ہے اور ابو بکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا کمانص من الطحاوی۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں اسناد صحیح سے روایت کی گئی ہے کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اصحاب علی کرم اللہ وجہہ تکبیر تحریمہ کے سوائے رفع یدین نہیں کرتے تھے' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کثرت ترک رفع یدین پر نواب صاحب بھوپال تسلیم نہیں کرتے' مگر تابعین کی کثرت عدم رفع یدین پر مانتے ہیں' مگر ساتھ ہی یہ خدشہ فرماتے ہیں کہ زمانہ تابعین میں کسی امر مسنون کا پوشیدہ ہو جانا بعید نہیں ہے جیسے ہر خفض اور رفع پر تکبیر کہنا اس قرن میں مخفی رہا چنانچہ مسک الختام میں اس سوال وجواب کو ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں۔

ونیز گویند کہ رفع در قرن صحابہ شہرت نہ داشت وبسیارے از صحابہ آنرا نمی کردند جزیں نیست کہ بعضے ازایشاں احیانا میکردند چنانکہ قول میمون بابن عباس کہ

نه دیدم ہیچ یکے را کہ نماز گذارد" چنانکہ ابن زبیر گذارد" دلالت می کند بران- پس اگر ایں سنت منسوخ نمی بود ترک اکثر صحابہ آں را مستبعد می نمود وجوابش آنست کہ لازم نمی آید از ندیدن میمون ہیچ یکے را رفع کنندہ منع رفع زیرا کہ وے صحبت کبار صحابہ ندریافتہ وروایت وی از ایشاں ثابت نہ شدہ غایتہ باقی الباب آنکہ غرابت اں فعل در قرن تابعین ثابت شود ودر خفائے سنت دریں قرن ہیچ استبعاد نیست-

اقول میمون ہی صرف عدم روایت رفع یدین صحابہ کے راوی نہیں' بلکہ ابراہیم جیسے جلیل القدر تابعی بھی اس امر کے راوی ہیں اور انہوں نے اکثر صحابہ کو دیکھا اور وہ مشاہیر علماء تابعین سے ہیں اور کسی ایک مسئلہ میں اگر قرن تابعین میں خفا ثابت ہوا جیسا کہ مسئلہ تکبیر ہے "تو اس سے یہ کس طرح لازم آیا کہ اور مسائل میں بھی خفا رہا؟ ورنہ زمانہ تابعین کی سند نہ رہی" وہذا خلاف المسلم- علاوہ ازیں اس اقرار سے کہ زمانہ تابعین میں خفا رہا" حدیث رفع یدین کا مشہور نہ ہونا ثابت ہو گیا-

لِاَنَّ الْمَشْهُوْرَ مَا اشْتَهَرَ فِی الْقَرْنِ الثَّانِیْ

حالانکہ رافعین مدعی مشہوریت حدیث رفع یدین کے ہیں کما فی التنویر وغیرہ" ترمذی شریف میں امام ترمذی حدیث عبداللہ بن مسعود لانے کے بعد فرماتے ہیں-

وَبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ

یعنی عدم رفع یدین کے عامل صحابہ اور تابعین ہیں اور یہی قول سفیان اور اہل کوفہ کا ہے

اور احادیث ابن ابی شیبہ وغیرہ گذر چکے جن سے اس قدر اجلہ علماء تابعین کا رفع یدین کو ترک کر دینا باسانید صحیحہ ثابت ہوا۔ امام شعبی، ابراہیم نخعی، اصحاب علی کرم اللہ وجہہ، اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خنیثمہ، قیس، ابن ابی لیلیٰ، اسود، علقمہ، پھر اس کے بعد مشہور علماء تبع تابعین میں سے سفیان ثوری، وکیع بن الجراح، اور تمام کوفہ بالاجماع اور اعلم علماء مدینہ منورہ یعنی امام مالک، کما شرح موطا امام محمد میں۔

وَوَافَقَهُ فِي عَدَمِ الرَّفْعِ اِلَّا مَرَّةً اَلثَّوْرِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ حَيٍّ وَسَائِرُ فُقَهَاءِ الْكُوْفَةِ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَصْحَابِهٖ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ نَصْرِ الْمَرْوَزِيُّ لَا نَعْلَمُ مِصْرًا مِّنَ الْاَمْصَارِ تَرَكُوْا بِاِجْمَاعِهِمْ رَفْعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْخَفْضِ وَالرَّفْعِ اِلَّا اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَاخْتَلَفَ الرِّوَايَةُ فِيْهِ عَنْ مَّالِكٍ فَمَرَّةً قَالَ يَرْفَعُ وَمَرَّةً قَالَ لَا يَرْفَعُ وَعَلَيْهِ جُمْهُوْرُ اَصْحَابِهٖ وَهٰذَا اٰخِرُ الْكَلَامِ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى حُسْنِ الْاِخْتِتَامِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَحَبِيْبِهٖ سَيِّدِ الْاَنَامِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْبَرَرَةِ الْكِرَامِ

عمل کی باتیں

۱- اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ محبت کیجئے، کہ ایمان کی اصل ہے

۲- فرائض واجبات کی پابندی کیجئے۔ نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کو حتی المقدور یقینی بنائیے، کہ ان کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ حرام ومکروہ کاموں سے پرہیز کیجئے۔

۳- نوافل، ذکر اللہ اور ذکر رسول خصوصا محافل میلاد کا اہتمام کیجئے، کہ یہ اللہ تعالی کے قرب ورضا اور بخشش کا سبب ہیں۔

۴- حسن معاملہ، خوش اخلاقی، وعدہ وفائی اور عمل بالسنہ کو اپنا شعار بنائیے۔

۵- قرآن وسنت کا علم حاصل کیجئے، کہ اسکے بغیر عمل گمراہی ہے۔

۶- قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کیجئے، اور اسکے مطالب سمجھنے کے لئے کلام پاک کا بہترین ترجمہ کنزالایمان از اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی کا مطالعہ کیجئے، کہ قرآن مجید کا صحیح ترجمہ یہی ہے۔

۷- فاتحہ، عرس، میلاد شریف، گیارھویں شریف، چہلم اور دوسری مذہبی تقریبات مین کھانے، شرینی اور پھلوں کے علاوہ علماء اہل سنت اور بزرگان کی کتابیں بھی تقسیم کیجئے۔

۸- فحاشی، عریانی بیحیائی، بد عملی اور بد عقیدگی کو روکنے کے لئے، دینی، اخلاقی، اور تعمیری لٹریچر کو گھر گھر پہنچانے کے لئے ہمارا ساتھ دیجئے، اور تنظیم کے معاون ومدد گار بنیئے۔

۹- ہر گھر، محلہ، گاؤں اور شہر میں دینی لائبریری قائم کیجئے اور اسمیں بزرگان دین اور علماء اہلسنت کا لٹریچر ذخیرہ کیجئے، کہ تبلیغ دین کا اہم ذریعہ ہے۔

۱۰- ماں باپ کی خدمت کیجئے، اولاد کی اچھی تربیت کیجئے، ہمسایوں کے ساتھ بہترین سلوک کیجئے، قرض ہر صورت میں ادا کیجئے، کہ یہ دنیا وآخرت میں کامیابی کا سبب ہیں۔

۱۱- تنظیم نوجوانان اہلسنت کی رکنیت قبول کر کے اشاعت دین کے معاون ومدد گار بنیئے اور جہاد بالقلم کی تحریک میں شمولیت اختیار کیجئے۔

تنظیم نوجوانان اہلسنت